برتھ کنٹرول کے مسئلہ پر ایک جامع تحریر

بنام

ضبطِ تولید

کی شرعی حیثیت

تالیف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

نام کتاب : ضبطِ تولید کی شرعی حیثیت

تصنیف : حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

سن اشاعت : شوال المکرم 1429ھ ۔ اکتوبر 2008ء

تعداد اشاعت : 2800

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

فہرست عنوانات

پیش لفظ

ضبطِ تولید کی بنیاد عزل ہے اور عزل کا جواز قرآن و سنّت سے ثابت ہے پھر صحابہ کرام میں بعض اِسے ناپسند سمجھتے اور بعض جواز کا فتویٰ دیتے اور بعض خود اس پر بھی عمل کرتے، پھر آئمہ مجتہدین اور فقہاءِ اسلام نے ضرورت صالحہ کی بنا پر اِسے جائز قرار دیا اور آزاد بیوی سے عزل کو اس کی رضا سے مشروط کیا اور بعض فقہاء کرام نے فسادِ زمانہ کی وجہ سے بیوی کی رضا کے بغیر چند وجوہات کی بنا پر بلا کراہت عزل جائز قرار دیا ہے اور بعد کے علماء کرام نے اس پر فتویٰ بھی دیا ہے۔

اور ضبطِ تولید سے مقصود اولاد کی پیدائش کو روکنا ہے، قدیم سے عزل کا طریقہ رائج تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نئے نئے طریقے ایجاد ہوتے گئے، ضروری نہیں کہ سب کے سب درست اور صحیح ہوں، ان میں سے بعض درست اور بعض غلط، بعض جائز ہیں، اور بعض ناجائز، اس کے لئے ایک ضابطہ مقرر ہے وہ یہ کہ شرع مطہرہ ایسا کوئی بھی طریقہ اپنانے کی اجازت نہیں دیتی کہ جس سے مرد یا عورت میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ لہٰذا جس طریقے میں بھی عورت یا مرد کا بانجھ ہونا پایا جائے وہ ناجائز ہوگا جیسے نسبندی اور نل بندی وغیرہما۔

زیرِ نظر کتاب دراصل ہمارے دارالافتاء سے تقریباً ۲۰۰۰ء میں جاری ہونے والا حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدّ ظلہ کا ایک طویل فتویٰ ہے، ہماری کمیٹی شعبۂ نشر و اشاعت کی درخواست پر حضرت مفتی صاحب نے اس میں اضافہ کر کے اُسے نئی ترتیب دے کر کتابی صورت بنا کر اشاعت کے لئے پیش کر دیا اور اس میں زیرِ نظر مسئلہ پر بہت اچھی بحث کی ہے، مسائل ذکر کرنے کے ساتھ اُن کے مآخذ ذکر کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے ہر مسئلہ اور ہر بات با حوالہ ہے، اور شروع میں فہرست مضامین

اور آخر میں مآخذ و مراجع ترتیب وار ذکر فرمائے ہیں، کتاب پڑھ کر اور اس کے مآخذ و مراجع دیکھ کر حضرت کی محنت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ امید ہے کہ مفتی صاحب قبلہ کی دیگر کتب و رسائل کی طرح یہ کتاب بھی قارئین کی امیدوں پر پوری اُترے گی اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کی اس کاوش کو مقبول فرمائے، اور اسے ہر عام و خاص کے لئے نافع بنائے۔

الحمد للہ جمعیت اشاعت اہلسنّت اِسے اپنے مفت سلسلہ اشاعت کے 174 ویں نمبر پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اراکین و ادارہ کی اس سعی کو قبول فرمائے اور آخرت کی نجات کا سامان بنائے۔ آمین

فقط

محمد مختار اشرفی

خادم جامعۃ النور

و رکنِ شوریٰ جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

عزل کا حکم

ضبطِ تولید عزل کے حکم میں ہے، چنانچہ مفتیِ اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدین متوفی ۱۴۱۳ھ لکھتے ہیں:

''ضبطِ تولید'' کے لئے دواؤں کا استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ یہ بالکل ''عزل'' کے حکم میں ہے اور یہ جائز ہے۔ (۱)

عزل کیا ہے؟

''عزل'' عربی زبان کا لفظ ہے، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

و إن نزع و أمنى خارج الفرج، قيل: عَزَلَ (۲)

یعنی، اگر مرد (آلۂ تناسل) باہر نکال لے اور منی شرمگاہ سے باہر خارج کرے تو (عربی زبان میں) کہا جاتا ہے اس نے ''عزل'' کیا۔

اور امام یحیٰی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

العزل: هو أن يجامع فإذا قارب الإنزال، نزع، و أنزل خارج الفرج (۳)

یعنی، ''عزل'' یہ ہے کہ مرد صحبت کرے اور جب انزال قریب ہو تو (اپنا عضوِ تناسل) باہر نکال لے اور فرج (یعنی عورت کی شرمگاہ) سے باہر منی خارج کرے۔

۱۔ وقار الفتاوىٰ، كتاب النكاح، ضبط توليد، ۱۲۶/۳
۲۔ رَدُّ المُحتار على الدُّرِّ المُختَار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، مطلب في حكم العزل، ۵۸۳/۸
۳۔ شرح صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب العزل، ۹/۱۰/۵

اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۶ھ لکھتے ہیں:

هو إخراج الرّجل ذكره من الفرج قبل أن ينزل (٤)

یعنی، ''عزل'' انزال سے قبل مرد کا اپنے عضوِ تناسل کو فرج (یعنی عورت کی شرمگاہ) سے باہر نکالنا ہے۔

علامہ سراج الدین ابراہیم بن نجیم حنفی متوفی ۱۰۰۵ھ (۵) اور علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۰ھ (٦) لکھتے ہیں:

هو الإنزال خارج الفرج

یعنی، ''عزل'' فرج (یعنی عورت کی شرمگاہ) سے باہر انزال (یعنی مادہ منویہ خارج) کرنا ہے۔

''درمختار'' کی عبارت کے تحت علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

أي بعد النزع لا مطلقاً (۷)

یعنی، (ہمبستری کرتے ہوئے آلۂ تناسل) باہر نکالنے کے بعد نہ کہ مطلقاً (باہر انزال کرنا ''عزل'' ہے)۔

علماءِ کرام نے ''عزل'' کے جو اصطلاحی معنی بیان کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ مرد کا اپنی بیوی سے ہمبستری کے دوران اپنی منی کو اس کی شرمگاہ سے باہر خارج کرنا ''عزل'' کہلاتا ہے۔

٤۔ مرقاة شرح مشكاة، كتاب النكاح، باب العزل المباشرة، الفصل الأول، ٣١٤/٦
٥۔ النَّهرُ الفائق، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ٢٧٥/٢
٦۔ الدُّرُّ المُختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ٥٨٣/٨
أيضاً الدُّرُّ المُنتقى، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ٥٣٨/١
٧۔ رَدُّ المُحتار على الدُّرِّ المُختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، مطلب في حكم العزل، ٥٨٣/٨

عزل سے مقصود

''عزل'' سے مقصود حمل سے بچنا ہے چنانچہ صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محمود محبوبی حنفی متوفی ۷۴۷ھ لکھتے ہیں:

العزل: منع عن حدوث الولد (۸)

یعنی، ''عزل'' بچہ کی پیدائش سے رُکنا ہے۔

اور امام بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، امام بخاری کے ''صحیح بخاری'' میں ایک عنوان ''باب العزل'' کے تحت لکھتے ہیں:

أی ھذا باب فی حکمِ عَزْلِ الرَّجلِ ذَکَرَہٗ من الفرجِ لینزلَ منیَّہٗ خارجَ الفرجِ فراراً مِنَ الحبلِ (۹)

یعنی، یہ باب مرد کے اپنے آلۂ تناسل کو عورت کی فرج (شرمگاہ) سے اس لئے نکالنے کے حکم کے بیان میں ہے تاکہ حمل سے بچنے کے لئے اپنے مادہ منویہ کو عورت کی فرج سے باہر گرائے۔

عزل کا شرعی حکم

اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر فاسد عقیدہ نہ ہو اور اس کی ضرورت ہو تو جائز ہے اور بے ضرورت شرعاً ناپسندیدہ عمل ہے۔

قرآن کریم

قرآن کریم میں ہے:

﴿نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ ص فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ﴾ (۱۰)

۸۔ شرح الوقایۃ کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۲/۵۵

۹۔ عمدۃ القاری، کتاب النکاح، باب العزل، ۱۴/۱۸۰

۱۰۔ البقرۃ:۲/۲۲۳

ترجمہ: تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو۔ (کنز الایمان)

سیّد المفسّرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیہ کریمہ سے ''عزل'' کے جواز کا استدلال کیا ہے

چنانچہ امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ زائدہ بن عمیر الطائی نے بیان کیا کہ:

قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ کَیْفَ تَرٰی فِی الْعَزْلِ؟ قَالَ: إِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ فِیْهِ شَیْئًا فَهُوَ کَمَا قَالَ وَ إِلَّا فَإِنِّیْ أَقُوْلُ فِیْهِ ﴿نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ ص فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ﴾ مَنْ شَاءَ عَزَلَ وَ مَنْ شَاءَ تَرَکَ (۱۱)

یعنی، میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ عزل کے بارے میں کیا دیکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا ہے تو حکم وہی ہے جو آپ نے فرمایا، ورنہ میں اس کے حکم کے بارے میں کہتا ہوں (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) ﴿نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ ص فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ﴾ ترجمہ: ''تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو'' جو چاہے عزل کرے اور جو چاہے چھوڑ دے۔

اس روایت کے بارے میں علامہ نور الدین ہیثمی لکھتے ہیں:

رواہ الطبرانی و رجالہ رجال الصحیح ما خلا زائدۃ بن عمیر و ھو ثقۃ (۱۲)

یعنی، اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام رُوات صحیح

۱۱۔ المعجم الکبیر، برقم: ۱۲۶۶۳، ۱۲/۹۸

۱۲۔ مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، برقم: ۷۵۸۰، ۴/۳۹۰

کے (راوی) ہیں سوائے زائدہ بن عمیر کے اور وہ (بھی) ثقہ ہیں۔

اور اسے حافظ ابن کثیر دمشقی نے بھی ''جامع المسانید'' میں زائدہ بن عمیر کی روایت سے نقل کیا ہے۔(۱۳)

اور اسی کو امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے زائدہ بن عمیر کی روایت سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیہ کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا:

مَنْ شَاءَ أَنْ يَعْزِلَ فَلْيَعْزِلْ وَ مَنْ شَاءَ أَنْ لَا يَعْزِلَ فَلَا يَعْزِلْ (١٤)

یعنی، جو شخص عزل کرنا چاہے تو عزل کرے اور جو عزل نہ کرنا چاہے تو عزل نہ کرے۔

اور امام ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے جلیل القدر تابعی سے مذکورہ آیہ کریمہ سے عزل پر استدلال کرنا روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) ﴿فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ اگر چاہو تو عزل کرو اور اگر چاہو تو عزل نہ کرو۔(۱۵)

اور علامہ ابو الحسنات عبد الحی لکھنوی نے لکھا کہ:

إن جواز العزل مُستنبطٌ عن الكتاب، فإنه تعالٰى قال في باب في النساء: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ص فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ فسمّى بضع المرأة حرثاً، و من المعلوم أن الحرث يتخير فيه الإنسان بين أن يسقيه و أن لا يسقيه فكذلك بضع النِّساءِ و بل قيل: إن نزول ﴿أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ بمعنى

۱۳۔ جامع المَسَانيد والسُّنَن، مسند عبدالله بن عباس رضى الله عنهما، برقم: ٢٧٠، ١٤٥/٣٠

۱۴۔ المُصَنَّف لابن أبي شَيْبَة، كتاب النكاح، باب في العزل و الرُّخصة فيه، برقم: ١٦٨٤٣، ١٨٢/٩ و باب في قوله تعالىٰ ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ﴾، برقم: ١٦٩٢٨، ١٩٩/٩

۱۵۔ تفسير الطبرى، سورة البقرة، الآية: ٢٢٣، برقم: ٤٣٣٨، ٤٠٨/٢

''كيف شئتم'' كان لبيان جوازِ العزل (١٦)

یعنی، بے شک جوازِ عزل کتاب اللہ تعالیٰ سے مُستنبط ہے پس اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے ہمبستری کے باب میں فرمایا ﴿تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو﴾ پس بضعِ عورت کا نام ''حرث'' (کھیتی) رکھا گیا اور یہ معلوم ہے کہ کھیتی میں انسان کو اس بات میں اختیار ہوتا ہے کہ وہ اُسے سیراب کرے یا نہ کرے پس اسی طرح بضعِ عورت ہے، بلکہ کہا گیا کہ قرآن کریم میں ﴿أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ بمعنی ''كَيْفَ شِئْتُمْ'' (جیسے تم چاہو) کا نزول جوازِ عزل کو بیان کرنے کے لئے ہے۔

اور عزل کا جواز احادیثِ نبویہ و آثارِ صحابہ و تابعین سے ثابت ہے۔

حدیث شریف

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث کو مُتعدّد طُرُق کے ساتھ باسناد صحیحہ کثیر مُحدِّثین نے روایت کیا ہے۔

چنانچہ امام عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ (١٧)

یعنی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ہم عہدِ نبوی ﷺ میں عزل کیا کرتے تھے۔

اور صحابی رسول ﷺ جب یہ کہے کہ ہم حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارکہ میں ایسے کیا کرتے تھے تو صحابی کا وہ قول علماءِ اصولِ حدیث کے نزدیک مرفوع روایت کے حکم میں ہوتا ہے، چنانچہ امام بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

۱۶۔ التَّعليق المُمَجّد، كتاب النكاح، باب العزل، ٩٩/٢

۱۷۔ صحيح البخارى، كتاب النكاح، باب العزل، برقم: ٥٢٠٧

قول الصحابي: كُنَّا نفعل كذا، إن أضافه إلى زمن النبيّ ﷺ، فحكمه حكم المرفوع على الصحيح عند أهل الحديث مِنَ الأصوليين (۱۸)

یعنی، صحابیٔ رسول ﷺ کا یہ کہنا کہ ہم ایسا کیا کرتے تھے، اسے اگر وہ نبی ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارکہ کی طرف منسوب کرے تو علماءِ اصولِ حدیث کے نزدیک صحیح قول کے مطابق اس (قولِ صحابی) کے لئے مرفوع حدیث کا حکم ہے۔

گویا عزل کی اباحت و جواز حضور ﷺ سے مرفوع حدیث کے ذریعے ثابت ہے اور پھر کسی کام کے لئے صحابی یہ کہے کہ ہم حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ میں ایسا کیا کرتے تھے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ حضور ﷺ کو اس کی خبر نہ ہو اور خبر ہونے کے بعد یہ ممکن نہیں کہ آقا اپنے غلاموں کو غلط و ناجائز کام سے نہ روکیں اور حضور ﷺ کی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اس فعل کی خبر ہونا اور انہیں اس سے نہ روکنا دوسری صحیح روایت میں مذکور ہے۔

چنانچہ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ (۱۹) اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۲۰) روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُ

یعنی، ہم رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں عزل کیا کرتے تھے اور (ہمارے عزل کرنے کی) یہ خبر اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ہمیں اس سے نہیں روکا۔

۱۸۔ عمدة القاری، باب النكاح، باب العزل، (برقم: ۵۲۰۷)، ۱۸۱/۱۴

۱۹۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب حکم العزل، برقم: ۱۷۸ (۱۴۴۰)، ص ۵۴۲

۲۰۔ السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ۱۴۳۰۴، ۳۷۳،۳۷۲/۷

اور امام ابوجعفر طحاوی حنفی متوفی ۳۲۱ھ کی روایت میں ہے کہ:

كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَا يَنْهَانَا عَنْ ذٰلِكَ (۲۱)

یعنی، ہم رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں عزل کیا کرتے ہیں ہمیں اس سے منع نہ فرمایا۔

اور نبی ﷺ کا کسی فعل سے نہ روکنا اس کے جواز کی دلیل ہے اور اگر کسی کے لئے اتنا کافی نہ ہو تو اس سے عرض ہے کہ نبی ﷺ حیات ظاہری کے ساتھ جلوہ افروز تھے اور نزولِ وحی کا زمانہ، اگر صحابہ کرام کا یہ فعل ناجائز و غلط تھا تو بذریعہ وحی ممانعت کیوں نہ ہو گئی اور صحابہ کرام نے اس کے جواز پر ان دونوں باتوں سے استدلال کیا ہے، چنانچہ امام مسلم بن حجاج قشیری (۲۲) اور امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (۲۳) متوفی ۲۷۹ھ، امام ابوجعفر طحاوی حنفی (۲۴) اور امام بیہقی (۲۵) روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كُنَّا نَعْزِلُ وَ الْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ

یعنی، ہم عزل کرتے اور قرآن نازل ہوتا رہا۔

اور حافظ ابوبکر عبد اللہ بن الزبیر متوفی ۲۱۹ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كُنَّا نَعْزِلُ، وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، وَ الْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ (۲۶)

۲۱۔ شرح معانی الآثار، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ۴۳۷۰، ۳۵/۳

۲۲۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب حکم العزل، برقم: ۱۳۶ (۱۴۴۰)، ص

۲۳۔ سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی العزل، برقم: ۱۳۷، ۲۰۸/۳

۲۴۔ شرح معانی الآثار، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ۴۳۶۸، ۴۳۶۹، ۳۵/۳

۲۵۔ السُّنَن الکُبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ۱۴۳۰۳، ۳۷۲/۷،
أیضاً معرفة السنن، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ۴۲۷۷

۲۶۔ المُسنَد للحُمَیدی، أحادیث جابر بن عبداللہ الأنصاری رضی اللہ عنه برقم: ۱۲۵۷، ۵۳۰/۲

یعنی، ہم عزل کرتے اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے اور قرآن نازل ہوتا رہا۔

اور امام محمد بن اسماعیل بخاری روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كُنَّا نَعْزِلُ عَلى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، وَ الْقُرْآنُ يَنْزِلُ (٢٧)

یعنی، ہم عہدِ نبوی ﷺ میں عزل کرتے اور قرآن نازل ہوتا رہا۔

اور حدیث شریف کے اس مضمون کو امام ابن ماجہ (٢٨) اور امام احمد (٢٩) اور دیگر محدثین نے بھی روایت کیا ہے اور امام مسلم کی مندرجہ بالا روایت میں یہ بھی ہے:

زاد إسحاق، قال سفيان: لَوْ كَانَ شَيْئًا يُنْهٰى عَنْهُ لَنَهَانَا عَنْهُ الْقُرْآنُ (٣٠)

یعنی، حدیث شریف کے راوی اسحاق نے (ان کلمات کا اضافہ کیا اور فرمایا کہ (راوی) ابو سفیان نے (حدیث بیان کرتے ہوئے) کہا عزل اگر ممنوع شئی ہوتا تو قرآن کریم ہمیں اس سے ضرور منع فرما دیتا (یعنی قرآن مجید میں اس کی ممانعت نازل ہو جاتی)۔

اس حدیث کے تحت ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

"وَ الْقُرْآنُ يَنْزِلُ" جملة حالية يعني و لم يمنعنا و الله عالم بأحوالنا، فيكون كالتقدير لنا (٣١)

یعنی، حدیث شریف میں "وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ" جملہ حالیہ ہے اس کا

٢٧۔ صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب العزل، برقم: ٥٢٠٨، ٢٠٠/٣

٢٨۔ سنن ابن ماجة، كتاب النكاح، باب العزل، برقم: ١٩٢٧، ٢٥٧/٢

٢٩۔ المسند للإمام أحمد، ٣٠٩/٣

٣٠۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب حكم العزل، برقم: ١٤٤٠/١٣٦

٣١۔ مرقاة، كتاب النكاح، باب المباشرة، الفصل الأول، برقم: ٣١٨٤، ٣١٤/٦

مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہمارے حال کو جانتا ہے تو گویا (ہمارا یہ عمل) ہمارے لئے تقدیر کی مانند ہے (یعنی جو تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہے گا)۔

اور علامہ شرف الدین حسین بن محمد طیبی متوفی ۷۴۳ھ لکھتے ہیں:

فَلَمْ يمنَعْنَا الوحيُ وَ لا السُّنَّةُ (٣٢)

یعنی، ہمیں عزل سے نہ وحی کے ذریعے منع کیا گیا اور نہ ہی سنّت کے ذریعے۔

اور حضور ﷺ سے عزل کی صراحتاً اباحت بھی مروی ہے چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی حنفی روایت کرتے ہیں:

عَن جابرٍ بن عبد الله قال: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَذِنَ فِي العَزْلِ (٣٣)

یعنی، حضرت جابر بن عبد اللہ (انصاری) رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عزل کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اسی طرح باندی اور آزاد عورت کے مابین عزل میں تفریق کے بیان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جسے امام ابن ماجہ اور احمد وغیرہما نے روایت کیا ہے (یہ حدیث آئندہ صفحات میں مذکور ہے) جوازِ عزل کی دلیل ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک عزل

امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

العَزْلُ جائز عند عامة الصحابة و كره قوم من الصحابة و غيرهم ...... و الصحيح الجواز۔ ملخصاً (٣٤)

٣٢۔ شرح الطيبي، كتاب النكاح، باب المباشرة، الفصل الاول، برقم: ٣١٨٤، ٣٠٦/٦

٣٣۔ شرح معاني الآثار، كتاب النكاح، باب العزل، برقم: ٤٣٦٧، ٣٥/٣

٣٤۔ فتح القدير، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، المجلد (٣)، ص ٣٧٧، ٣٧٨

یعنی، عزل جمہور صحابہ کے نزدیک جائز ہے اور صحابہ کرام اور ان کے غیر (علماء کی ایک جماعت) نے اسے ناپسندیدہ جانا اور صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔

اور امام بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

فمن قال به من الصحابة: سعد بن أبي وقاص و أبو أيوب الأنصاري، و زيد بن ثابت، و عبدالله بن عباس ذكره عنهم مالك في "المؤطا"، و رواه ابن أبي شيبة أيضاً عن أبيّ بن كعب و رافع بن خديج و أنس بن مالك، و رواه أيضاً عن غير واحدٍ من الصحابة، لكن في العزل عن الأَمَةِ وهم: عمر بن الخطاب، و خباب بن الأرت، وروى كراهته عن أبي بكر و عمر و عثمان و علي و ابن عمر و أبي أمامة رضي الله تعالىٰ عنهم (۳۵)

یعنی، اور صحابہ کرام میں سے جنہوں نے ''عزل'' کے جواز کا قول کیا ہے وہ حضرت سعد بن ابی وقاص، ابو ایوب انصاری، زید بن ثابت، عبداللہ بن عباس، ان سے امام مالک نے ''مؤطا'' میں (جواز) ذکر کیا ہے اور اسے ابن ابی شیبہ نے بھی حضرت اُبی بن کعب، رافع بن خدیج اور انس بن مالک وغیرہم متعدد صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں اور لیکن باندی سے عزل کے بارے میں حضرت عمر بن خطاب، خباب بن الارت سے (منقول ہے) اور اس کی کراہت حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی، ابن عمر، ابی اُمامہ سے مروی ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اور امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کے بارے میں روایت کیا ہے کہ:

۳۵۔ عمدة القاري، كتاب النكاح، باب العزل، ۱۸۱/۱۴

أَنَّهُ كَانَ يَعْزِلُ (۳۶)

یعنی، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عزل کیا کرتے تھے۔

اور امام ابن ابی شیبہ (۳۷) اور امام بیہقی (۳۸) روایت کرتے ہیں کہ عامر بن سعد نے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ عزل کیا کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ زبرقان بن السراج کہتے ہیں کہ میں نے ابن معقل کے بارے میں حکم دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا یہ عمل اس نے کیا ہے جو مجھ اور تجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے۔ (۳۹)

اور روایت کرتے ہیں کہ زید بن خارجہ نے بیان کیا کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنی باندی سے عزل کیا کرتے تھے۔ (۴۰)

اور روایت کرتے ہیں کہ عکرمہ نے بیان کیا حضرت زید اور سعد رضی اللہ عنہما عزل کیا کرتے تھے۔ (۴۱)

اور روایت کرتے ہیں اُبو سلمہ نے بیان کیا کہ حضرت زید اور سعد رضی اللہ عنہما عزل کیا کرتے تھے۔ (۴۲)

اور روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصری نے عزل کے بارے میں حکم دریافت کیا گیا تو آپ نے (جواب میں) ارشاد فرمایا: نبی ﷺ کے اصحاب میں اس کا اختلاف

۳۶۔ المُوطّأ للإمام مالك كتاب الطلاق، باب العزل، برقم: ۷۰۷، ص ۳۷۰
أيضاالمؤطا (برواية محمدبن الحسن) كتاب النكاح، باب العزل، برقم: ۵۴۸، ص ۱۸۴

۳۷۔ المُصنَّف لابن أبي شيبة، كتاب النكاح، باب العزل و الرخصة فيه، برقم: ۱۶۸۴۵ ۱۸۳/۹

۳۸۔ السُّنَن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب النكاح باب العزل، برقم: ۱۴۳۱۷، ۳۷۵/۷

۳۹۔ المُصنَّف لابن أبي شيبة كتاب النكاح باب العزل و الرخصة فيه برقم: ۱۶۸۵۵، ۱۸۴/۹

۴۰۔ المُصنَّف لابن أبي شيبة كتاب النكاح باب العزل و الرخصة فيه برقم: ۱۶۸۴۰، ۱۸۲/۹

۴۱۔ المُصنَّف لابن أبي شيبة كتاب النكاح باب العزل و الرخصة فيه برقم: ۱۶۸۴۱، ۱۸۲/۹

۴۲۔ المُصنَّف لابن أبي شيبة كتاب النكاح باب العزل و الرخصة فيه، برقم: ۱۶۴۷، ۱۸۳/۹

ہے حضرت زید اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما عزل کیا کرتے تھے۔(٤٣)

اور امام مالک(٤٤)، امام محمد(٤٥) اور بیہقی(٤٦) نے حضرت ابو ایوب انصاری کے بارے میں روایت کیا کہ آپ کی اُمّ ولد نے بیان کیا کہ

أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ كَانَ يَعْزِلُ

یعنی، حضرت ابو ایوب (خالد بن زید) رضی اللہ عنہ عزل کیا کرتے تھے۔

اس کے تحت علامہ عثمان بن سعید کمانی حنفی متوفی ۱۱۷۱ھ لکھتے ہیں:

لأنه كان يرى الترخيص فيه كزيد و جابر و ابن عباس و سعد (٤٧)

یعنی، (حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ عزل کیا کرتے تھے) کیونکہ آپ اس میں حضرت زید، جابر، ابن عباس اور سعد رضی اللہ عنہم کی طرح رُخصت کے قائل تھے۔

امام ابن شیبہ روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن افلح بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اُمّ ولد سے نکاح کیا (یعنی اُن کے انتقال کے بعد)، اس نے بتایا کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ عزل کیا کرتے تھے اور حضرت زید بن ثابت کی اُمّ ولد نے خبر دی کہ حضرت زید اُن سے عزل کیا کرتے تھے۔(٤٨)

اور امام مالک اور ان سے امام محمد بن حسن شیبانی روایت کرتے ہیں حجاج بن عمرو

٤٣_ المُصَنَّف لابن أبي شيبة، كتاب النكاح، باب العزل و الرخصة فيه، برقم:١٦٨٤٦، ٩/١٨٣

٤٤_ الموطّأ للإمام مالك، كتاب الطلاق، باب العزل، برقم:١٢٠٨، ص ٣٧٠

٤٥_ الموطّأ (برواية محمدبن الحسن) كتاب النكاح باب العزل، برقم:٥٤٩، ص ١٨٤

٤٦_ السُّنَن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب النكاح باب العزل، برقم:١٤٣١٨، ٧/٣٧٥

٤٧_ المُهَيَّأ في كشف أسرار الموطّأ، كتاب النكاح، باب العزل، ٣/٥٥

٤٨_ المُصَنَّف لابن أبي شيبة، كتاب النكاح، باب العزل و الرخصة فيه، برقم:١٦٨٤٨، المجلد (٩)، ص ١٨٣

بن غزیہ نے بیان کیا کہ وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ابن فہد نامی ایک یمنی شخص آیا اور اس نے اپنی باندیوں سے عزل کے بارے میں حکم پوچھا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے حجاج فتویٰ دے، میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے ہم تو آپ کی خدمت میں اس لئے بیٹھتے ہیں کہ آپ سے علم حاصل کریں (یعنی آپ مجھ سے زیادہ علم والے ہیں میں آپ کی موجودگی میں فتویٰ دوں، اور پانی کی موجودگی میں تیمم جائز نہیں ہوگا۔المهيأ، ٣/٥٧) آپ رضی اللہ عنہ نے (پھر) فرمایا اسے فتویٰ دے تو میں نے سائل سے کہا وہ تیرے سامنے ہے (یعنی تیری کھیتی کی جگہ تیرے آگے ہے۔المهيأ، ٣/٥٧) اب تو چاہے اُسے پیاسا رکھے اور اگر چاہے تو سیراب کرے۔ حجاج بن عمرو انصاری کہتے ہیں کہ میں یہ جواب حضرت زید رضی اللہ عنہ کو سُنا رہا تھا تو حضرت زید نے فرمایا (جواب دینے والے نے) سچ کہا۔(٤٩)

امام بیہقی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔(٥٠)

اس روایت کے تحت امام محمد لکھتے ہیں کہ ہم اسی کو لیتے ہیں (یعنی ہم اسی پر عمل کرتے ہیں جو حجاج نے کہا۔المهيأ) باندی سے (بلا اجازت و رضا۔المهيأ) عزل کرنے میں ہم کوئی کراہت نہیں سمجھتے مگر آزاد تو اس سے اس کی اجازت کے بغیر عزل نہیں کرنا چاہئے۔(٥١)

امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ امام شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عزل کا حکم دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ابن آدم کسی نفس کو قتل نہیں کر سکتا کہ جس کو پیدا کرنے کا اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمادے، تیری کھیتی ہے چاہے تو اُسے پیاسا رکھ اور چاہے تو سیراب کرے۔(٥٢)

٤٩_ الموطّأ للإمام مالك، كتاب الطلاق، باب العزل، برقم:١٢١٠، ص ٣٧٠، ٣٧١

٥٠_ السُّنَنُ الكُبرىٰ للبيهقي، كتاب النكاح باب العزل، برقم:١٤٣١٩، ٧/٣٧٦

٥١_ الموطّأ (برواية محمد بن الحسن) كتاب النكاح باب العزل، برقم:٥٥٠، ص ١٨٤

٥٢_ السُّنَنُ الكُبرىٰ للبيهقي، كتاب النكاح باب العزل، برقم:١٤٣٢٠، ٧/٣٧٦

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ یحییٰ بن عباد نے بیان کیا کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ اپنی باندیوں سے عزل کیا کرتے تھے۔(٥٣)

اور روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید المسیّب فرماتے ہیں کہ انصار (صحابہ) عزل میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اور وہ (حضرت ابن المسیّب) حضرت زید، ابو ایوب اور حضرت اُبی رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔(٥٤)

امام مالک(٥٥) اور ابن ابی شیبہ(٥٦) کی ایک روایت میں ہے کہ ابن ابی مُلیکہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اپنی باندی سے عزل کرنا مذکور ہے۔

اور امام بیہقی کی مجاہد سے روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی باندی سے عزل کرنا مذکور ہے۔(٥٧)

علامہ نور الدین ہیثمی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما عزل کو ناپسند سمجھتے اور حضرت زید اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما عزل کیا کرتے تھے۔

فرماتے ہیں اسے ابو یعلی نے فی حدیث أبی سعید فی العزل روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔(٥٨)

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ ابو عمران نے بیان کیا کہ انہوں نے ایک عورت سے سُنا اس نے کہا کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما عزل کیا کرتے تھے۔(٥٩)

٥٣۔ المُصَنَّف لابن أبی شیبۃ کتاب النکاح باب العزل و الرخصۃ فیہ برقم:١٦٨٤٤، ١٨٢/٩

٥٤۔ المُصَنَّف لابن أبی شیبۃ کتاب النکاح باب العزل و الرخصۃ فیہ برقم:١٦٨٤٩، ١٨٣/٩

٥٥۔ الموطّا للإمام مالك، کتاب الطلاق، باب العزل، برقم:٧١١، ص ٣٧١

٥٦۔ المُصَنَّف لابن أبی شیبۃ، کتاب النکاح، باب العزل و الرخصۃ فیہ برقم:١٦٨٦٠، ١٨٦/٩

٥٧۔ السُّنَنُ الکُبریٰ للبیھقی، برقم:١٤٣٢٢، ٣٧٦/٧

٥٨۔ مجمع الزوائد، برقم:٧٥٨٤، ٣٩٠/٤، ٣٩١

٥٩۔ المُصَنَّف لابن أبی شیبۃ کتاب النکاح باب العزل و الرخصۃ فیہ برقم:١٦٨٥٢، ١٨٤/٩

امام طبرانی نے روایت کیا اور ان سے علامہ نور الدین ہیثمی نے نقل کیا کہ علی بن حسن نے اُس سے روایت کیا کہ جس نے اُسے یہ بیان کیا کہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما اپنی باندی سے عزل کیا کرتے تھے۔(٦٠)

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں کہ اسماعیل شیبانی نے بیان کیا کہ انہوں نے اس عورت سے نکاح کیا جو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی بیوی رہ چکی تھی تو اس نے خبر دی کہ وہ اُن سے عزل کیا کرتے تھے۔(٦١)

امام ابن شیبہ روایت کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ حضرت سعید بن المسیّب سے عزل کے بارے میں حکم دریافت کیا گیا تو آپ نے اس میں کوئی حرج نہ سمجھتے ہوئے فرمایا وہ تیری کھیتی ہے اگر تو چاہے تو اُسے پیاسا رکھ اگر چاہے تو سیراب کر۔(٦٢)

انہی سے روایت ہے کہ عکرمہ سے عزل کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے بھی اس کی مثل (یعنی حضرت ابن المسیّب کے جواب کی مثل) جواب دیا۔(٦٣)

انہی سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم فرماتے حضرت علقمہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد عزل کیا کرتے تھے۔(٦٤)

انہی سے روایت ہے کہ جعفر نے اپنے والد سے بیان کہ حضرت علی بن حسن رضی اللہ عنہما عزل کیا کرتے تھے۔(٦٥)

٦٠۔ مجمع الزوائد، کتاب النکاح باب العزل، برقم:٧٥٨٦، ٣٩١/٤ و قال: رواہ الطبرانی، و علی وجدتہ لم أعرفہ

٦١۔ المُصَنَّف لابن أبی شیبۃ کتاب النکاح باب العزل و الرخصۃ فیہ برقم:١٦٨٤٢، ١٨٢/٩

٦٢۔ المُصَنَّف لابن أبی شیبۃ کتاب النکاح باب العزل و الرخصۃ فیہ برقم:١٦٨٥٣، ١٨٤/٩

٦٣۔ المُصَنَّف لابن أبی شیبۃ کتاب النکاح باب العزل و الرخصۃ فیہ برقم:١٦٨٥٤، ١٨٤/٩

٦٤۔ المُصَنَّف لابن أبی شیبۃ کتاب النکاح باب العزل و الرخصۃ فیہ برقم:١٦٨٥٠، ١٨٣/٩

٦٥۔ المُصَنَّف لابن أبی شیبۃ کتاب النکاح باب العزل و الرخصۃ فیہ برقم:١٦٨٥١، ١٨٤/٩

صحابہ کرام کے عزل کرنے کی وجہ

صحابہ کرام علیہم الرضوان باندیوں (٦٦) سے عزل کیا کرتے تھے تاکہ ان سے انہیں اولاد نہ ہو اس لئے کہ باندی سے اولاد ہو جائے تو وہ شرعاً "اُمِّ وَلَد" ہو جاتی ہے جسے نہ بیچا جا سکتا ہے اور نہ ہی ہبہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ ایک طرح سے آزاد ہوتی ہے اور ایک طرح سے باندی۔ آزاد اس طرح کہ محض باندی کے احکام کے تمام احکام اس پر جاری نہیں ہوتے جیسے بیع و ہبہ وغیرہ اس کے حق میں ممنوع ہیں اور پھر مالک کی موت کے بعد وہ آزاد ہو جاتی ہے اور باندی اس طرح کہ اس پر مذکورہ بالا باندیوں کے تمام احکام جاری ہوتے ہیں۔

اور صحابہ کرام کا اپنی بیویوں سے عزل کرنا بروایاتِ صحیحہ منقول ہے جیسا کہ "صحیح مسلم" اور "مسند امام احمد" وغیرہما کُتبِ احادیث میں ہے، اور وہاں عزل کا جو سبب صحابہ کرام کی زبانی مذکور ہے وہ یہ ہے کہ "اولاد پر شفقت کی بنا پر انہوں نے بیویوں سے عزل کیا"۔

٦٦۔ جہاد فی سبیل اللہ میں کفار کی عورتیں قید ہو جائیں انہیں باندیاں اور جو مرد قید ہو جائیں انہیں غلام کہا جاتا ہے۔ حاکم یا امیر کی تقسیم کے بعد جس کے حصے میں وہ غلام یا باندی آ جائے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اور اُسے اختیار ہوتا ہے چاہے اپنی مِلک میں رکھے یا فروخت یا ہبہ کر دے اور یہ ہمیشہ اپنے مالک کی مِلک میں رہتے ہیں مالک کی موت کے بعد ورثاء کی ملک میں چلے جاتے ہیں، جب تک آزاد نہ کیا جائے آزاد نہیں ہوتے۔ یہ مطلق یا محض غلام یا باندی کہلاتے ہیں اور اگر مالک انہیں کہہ دے کہ اتنی رقم یا مال دے دو تو تم آزاد ہو اور وہ اسے قبول کر لیں تو مُکاتَب یا مُکاتَبہ ہو جاتے ہیں اور جب وہ اتنی رقم ادا کر دیں تو آزاد ہو جاتے ہیں۔ اور محض غلام یا باندی کو مالک اگر کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو تو وہ مطلق مدبَّر یا مدبَّرہ کہلاتے ہیں اور اگر کسی معین وقت یا صفت کے ساتھ آزاد قرار دے تو مقید مدبَّر یا مدبَّرہ کہلاتے ہیں جیسے مالک کہے میں اس سال یا اس مرض میں مر گیا تو تو آزاد ہے۔ مدبَّر بنانے کے بعد مالک اپنی بات واپس نہیں لے سکتا اور مطلق مدبَّر کو نہ بیچ سکتا ہے نہ ہبہ یا صدقہ کر سکتا ہے اور نہ ہی اُسے گروی رکھ سکتا ہے ہاں مالک چاہے تو انہیں آزاد کر سکتا ہے اور انہیں مکاتَب یا مکاتَبہ بھی بنا سکتا ہے۔ باندی سے اس کا مالک اگر صحبت کرے اور اُسے اولاد ہو جائے تو وہ اُمِّ ولد کہلاتی ہیں بشرطیکہ مالک اس کا اقرار کرے۔

اعتراض

اگر کوئی یہ کہے کہ عزل میں بچے کے حصول سے رُکنا اور مرد کے پانی کو ضائع کرنا پایا جاتا ہے لہٰذا عزل جائز نہیں ہونا چاہئے۔

جواب

مخدوم محمد جعفر بوبکانی حنفی لکھتے ہیں:

و لأنه امتناع عن كسب الولد و إضاعة الماء و إنهما جائزان ألا يرى أنه أبيح وطي الحامل، و الجماع فيما دون الفرج و إن كان فيه إضاعة الماء و امتناع الولد (٦٧)

یعنی، عزل حصولِ اولاد سے رُکنا اور پانی کا ضائع کرنا ہے اور یہ دونوں جائز ہیں کیا نہیں دیکھا کہ حاملہ عورت اور (دُبر کے علاوہ) فیما دون الفرج جماع مُباح ہے اگرچہ اس میں پانی کا ضائع کرنا اور حصولِ اولاد سے رُکنا ہے۔

آزاد اور باندی میں فرق میں مذاہب

صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین سے عزل کے مسئلہ میں آزاد عورت اور باندی میں فرق منقول ہے، امام بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

و روى عن غير واحد من الصحابة التفرقة بين الحرّة و الأمة، فتُستأمر الحرّة و لا تُستأمر الأمة و هم عبد الله بن مسعود و عبد الله بن عباس و عبد الله بن عمر، و من التابعين سعيد بن جبير، و محمد بن سيرين، و إبراهيم التيمي، و عمرو بن مُرّة،

٦٧۔ المتانة في المرمة عن الخزانة كتاب النكاح، باب القسم و الوطى الخ، فصل في العزل و إسقاط الولد ص ٤٣٧

و جابر بن زید، و الحسن، و عطاء و طاؤس الخ (٦٨)

یعنی، متعدد صحابہ کرام سے (اس مسئلہ میں) آزاد عورت اور باندی میں تفریق مروی ہے، پس آزاد سے (عزل کی) اجازت لی جائے گی جب کہ باندی سے اجازت نہیں لی جائے گی اور وہ (یعنی اس تفریق کے قائل صحابہ) حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، اور تابعین عظام میں سے سعید بن جبیر، محمد بن سیرین، ابراہیم تیمی، عمرو بن مُرّہ، جابر بن زید، حسن بصری، عطا اور طاؤس رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ الخ

اور مذاہب اربعہ میں آزاد اور باندی سے عزل کا حکم بیان کرتے ہوئے اور علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

مذاہبِ ثلاثہ (حنفی، شافعی اور حنبلی) میں اس بات پر اتفاق ہے کہ آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل نہ کیا جائے اور باندی سے بلا اجازت عزل کیا جا سکتا ہے اور جو باندی کسی کی بیوی ہو تو امام مالک کے نزدیک اس کے مالک کی اجازت سے اس سے عزل جائز ہے، امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا بھی یہی قول ہے (اسی طرح ''موطا امام محمد'' (ص ١٨٥) میں ہے)۔

امام ابو یوسف اور امام احمد فرماتے ہیں: باندی سے اجازت لی جائے۔ امام احمد کا ایک قول یہ ہے کہ اُس سے مطلقاً عزل جائز ہے جب کہ دوسرا قول یہ ہے کہ عزل مطلقاً منع ہے، جن فقہاء کرام نے آزاد عورت اور باندی سے عزل کے احکام میں فرق کیا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ''مصنف عبدالرزاق'' میں بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

٦٨۔ عمدۃ القاری، کتاب النکاح، باب العزل، ١٦/١٨١

تُسْتَأْمَرُ الْحُرَّةُ فِي الْعَزْلِ وَ لَا تُسْتَأْمَرُ الْأَمَةُ السَّرِيَّةُ، فَإِنْ كَانَتْ تَحْتَ حُرٍّ فَعَلَيْهِ أَنْ يَسْتَأْمِرَهَا (٦٩)

یعنی، آزاد عورت سے عزل میں اجازت لی جائے گی اور محض باندی سے اجازت طلب نہیں کی جائے گی اور اگر باندی کسی آزاد مرد کے نکاح میں ہے تو اس پر لازم ہے کہ اُس سے عزل کی اجازت لے۔

یہ حدیث مسئلۂ عزل میں بالکل واضح ہے اگر یہ مرفوع ہے تو اس کے خلاف عمل کرنا درست نہیں۔ (٧٠)

امام زرقانی مالکی متوفی ١١٢٢ھ لکھتے ہیں کہ شافعیہ مطلقاً ہر حال میں کراہت کی طرف گئے ہیں الخ (٧١)

اور کراہت سے مراد اُن کے ہاں کراہت تنزیہی ہو گی چنانچہ امام نووی شافعی متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں، عورت اگر عزل کی اجازت نہ دے تو اس میں دو وجہیں ہیں:

و أصحهما: لا يحرم، ثم هذه الأحاديث مع غيره يجمع بينهما بأن ما ورد في النّهي محمول كراهة التنزيه و ما ورد في الإذن في ذلك محمول على أنه ليس بحرامٍ و ليس معناه نفي الكراهة (٧٢)

یعنی، دونوں میں اصح یہ ہے کہ (عزل) حرام نہیں ہے پھر ان احادیث کی ان کے غیر کے ساتھ اس طرح مطابقت کی جائے گی کہ جو احادیث نہی (ممانعت) میں وارد ہیں وہ کراہت تنزیہی پر محمول ہیں اور جو

٦٩۔ المُصَنَّف لعبد الرزاق، کتاب النکاح، باب تُستأمر الحرّة فی العزل الخ، برقم: ١٢٦١١، ٧/١١١

٧٠۔ فتح الباری، کتاب النکاح، باب العزل، ٩/٣٨٥

٧١۔ شرح الزُّرقانی علی مُوَطَّأ الإمام مالك، کتاب الطلاق، باب العزل، ٣/٢٩٠

٧٢۔ شرح صحیح مسلم، للنووی: ٥/١٠/٩

عزل کی اجازت کے بارے میں وارد ہیں وہ اس پر محمول ہیں کہ عزل حرام نہیں ہے اور اس کا معنی کراہت کی نفی کرنا نہیں ہے۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں: آزاد عورت سے بلا اجازت عزل کے جواز میں شافعیہ کے ہاں اختلاف ہے اور امام غزالی (شافعی) نے کہا جائز ہے اور امام غزالی متاخرین (شوافع) کے نزدیک صحیح ہیں۔(۷۳)

بہر حال ہمارا کلام آزاد بیوی کے متعلق ہے تو اس کے بارے میں حدیث شریف میں ہے:

عن عمر بن الخطاب، قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ یَعْزِلَ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا (۷٤)

یعنی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اور حضرت ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ آزاد بیوی سے عزل کی اجازت لی جائے گی اور باندی سے اجازت نہیں لی جائے گی۔(۷۵)

حدیثِ عمر رضی اللہ عنہ کی بنا پر فقہاء کرام باندی کے بارے میں مطلقاً عزل کی اجازت دی اور آزاد بیوی سے عزل کے بارے میں فرمایا کہ شوہر اس سے اُس کی اجازت کے بغیر عزل نہ کرے کیونکہ نبی ﷺ نے بغیر اجازت عزل کرنے سے منع فرمایا

۷۳۔ فتح الباری، کتاب النکاح، باب العزل، ۹/ ۳۳٤

۷٤۔ سنن ابن ماجة، کتاب النکاح، باب العزل، برقم:۱۹۲۸، ۲/ ٤٥۸
أیضاً المُسنَد للإمام أحمد، برقم:۲۱۲، ۱/ ۱٤۲، وفی نسخة أخری، ۱/ ۳۱
أیضاً السُّنَنُ الکُبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب من قال یعزل عن الحرة الخ، برقم: ۱٤۳۲٤، ۷/ ۳۷٦، ۳۷۷
أیضاً مشکاة المصابیح، کتاب النکاح، باب المباشرة، الفصل الثالث، برقم:۳۱۹۷ (۱٥)، ۱/ ٥۸٦ و قال رواه ابن ماجة

۷٥۔ السُّنَنُ الکُبریٰ للبیهقی، برقم:۱٤۳۲٥، ۷/ ۳۷۷

ہے۔(۷٦)

فقہاء احناف کے نزدیک حکمِ عزل

امام کمال الدین ابن ہمام حنفی (۷۷) اور ان سے علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی (۷۸) نقل کرتے ہیں:

ثم فی بعض أجوبة المشائخ الکراهة و فی بعضها عدمها

یعنی پھر مشائخ (احناف) کے بعض جوابات میں کراہت (مذکور) ہے اور بعض میں عدم کراہت۔

امام قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمر الاتقانی الحنفی متوفی ۷۵۸ھ لکھتے ہیں:

و الدلیل علی الجواز ما روی البخاری فی الصحیح بإسناده إلی عطاء عن جابر قال: کُنَّا نَعْزِلُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ الْقُرْاٰنُ یَنْزِلُ الخ (۷۹)

یعنی، عزل کے جواز کی دلیل وہ (حدیث) ہے جسے امام بخاری نے ''صحیح بخاری'' میں عطاء کی طرف اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، آپ فرماتے ہیں ہم عہدِ رسالت ﷺ میں عزل کیا کرتے اور قرآن نازل ہوتا رہا۔(اور پھر صحیح مسلم اور سُنَن کی عزل کے بارے روایات ذکر کی ہیں)۔

مخدوم محمد جعفر بوبکانی حنفی لکھتے ہیں:

فی "الخوارزمی": أن العزل جائز عند عامة العلماء خلافاً لبعضهم و لعامة العلماء قوله علیه الصلاة و السلام:

۷٦۔ الهدایة، کتاب الکراهیة، فصل فی الوطء و النظر و اللمس، ۳۔٤/ ۳۷۱

۷۷۔ فتح القدیر، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۳/ ۳۷۹

۷۸۔ البحر الرائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۳/ ۲۰۰

۷۹۔ غایة البیان، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ورق ۳۱۸ب

”أَعْـزِلُـوْهُـنَّ أَوْ لَا تَـعْـزِلُـوْهُـنَّ إِذَا أَرَادَ اللّٰـهُ خَلْقَ نَسَمَةٍ فَهُوَ خَالِقُهَا“ خیّر بین العزل و ترکه فدل علی إباحته (۸۰)

یعنی، ”خوارزمی“ میں ہے کہ عامۃ العلماء کے نزدیک عزل جائز ہے برخلاف بعض علماء کے اور عامۃ العلماء کی دلیل نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان ہے: ”اُن سے عزل کرو یا نہ کرو جب اللہ تعالیٰ کسی روح کو پیدا کرنا چاہے گا تو اُسے پیدا فرما دے گا“ (اس میں نبی ﷺ نے) عزل کرنے اور نہ کرنے میں اختیار عطا فرمایا پس اس فرمان نے عزل کی اباحت پر دلالت کی۔

جن فقہاء کرام نے عزل و جائز قرار دیا ہے انہوں نے اسے آزاد بیوی کی اجازت و رضا کے ساتھ مشروط کیا ہے، چنانچہ امام کمال الدین ابن ہمام لکھتے ہیں:

ثم علی الجواز فی الأمة فلایفتقر إلی إذنها، و زوجته یفتقر إلی رضاها، و فی الأمة المنکوحة یفتقر إلی الإذن (۸۱)

یعنی، پھر جواز کے قول کی بنا پر باندی سے عزل میں اس کی اجازت کا محتاج نہیں اور اپنی (آزاد) بیوی میں اس کی رضا کا محتاج ہے اور منکوحہ باندی میں (مالک کی) اجازت کا محتاج ہے۔

اور علامہ زین الدین ابن نجیم لکھتے ہیں:

و الإذن فی العَزْلِ عن الحرّة لها، و لا یُباح بغیره لأنه حقّها (۸۲)

یعنی، اور آزاد بیوی میں عزل کی اجازت دینے کا حق خود اُسے ہے اور اس کے بغیر مُباح نہیں ہے کیونکہ یہ اس کا حق ہے۔

۸۰۔ المتانة فی المرمة عن الخزانة کتاب النکاح، باب القسم و الوطی الخ، فصل فی العزل و اسقاط الولد، ص ۴۳۷

۸۱۔ فتح القدیر، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۳/۳۷۹

۸۲۔ البحر الرائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۳/۲۰۰

اور فقیہ عبد الرحمٰن بن محمد بن سلیمان شیخی زادہ حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ لکھتے ہیں:

أن العزل جائز بالإذن، وهو الصحیح عند عامة العلماء (۸۳)

یعنی، باندی سے اس کے مالک کی اجازت سے جائز ہے اور عامۃ العلماء کے نزدیک یہی صحیح ہے۔

اور بیوی کی رضا سے عزل مکروہ نہیں، اس کے بارے میں علامہ عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۰۱ھ (۸۴) اور ان سے نقل کرتے ہوئے علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علماء ہند کی ایک جماعت (۸۵) نے لکھا:

العزل لیس بمکروہ برضا امرأته الحرّة

یعنی، اپنی آزاد بیوی کی رضا سے عزل مکروہ نہیں ہے۔

جس طرح باندی کا مالک اجازت دے دے تو عزل میں کراہت نہیں ہے جیسا کہ علامہ سراج الدین ابن نجیم حنفی (۸۶) اور ان سے نقل کرتے ہوئے علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی (۸۷) نے لکھا:

فإذا أذن فلا کراهة فی العزل عند عامة العلماء و هو الصحیح

یعنی، جب وہ (یعنی مالک) اجازت دے دے تو عامۃ العلماء کے نزدیک عزل میں کوئی کراہت نہیں۔

اسی طرح آزاد بیوی کی رضا و اجازت سے عزل کیا جائے تو اس میں کراہت نہیں

۸۳۔ مجمعُ الأنہُر، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۱/۳۶۶

۸۴۔ تبیین الحقائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۲/۵۹۷

۸۵۔ الفتاوی الهندیة، کتاب النکاح، الباب التاسع فی نکاح الرقیق، ۱/۳۳۵

۸۶۔ النهر الفائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۲/۲۷۵، ۲۷۶

۸۷۔ رَدُّ المُحتار علی الدُّرِّ المُختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، مطلب فی حکم العزل، ۸/۵۸۳

ہے، علامہ عبداللہ بن محمود موصلی حنفی متوفی ۶۸۳ھ لکھتے ہیں: امام اعظم کے نزدیک باندی سے عزل کرنے کے لئے مولیٰ کی رضا شرط ہے برخلاف آزاد بیوی کے کیونکہ بچہ اور وطی اس کا حق ہے۔ملخصاً (۸۸)

اور دوسری جگہ لکھتے ہیں:

و یعزل عن أمته بغیر إذنها و عن زوجته بإذنها (۸۹) لأن للزوجة حقاً فی الوطء لقضاء الشهوة و تحصیل الولد حتی ثبت لها الخیار فی الجبّ و العَنة و لا حقّ للأمةِ و قد نهی علیه الصلاة و السلام (۹۰) عَنِ العَزْلِ عَنِ الْحُرَّةِ إلاَّ بِإِذْنِهَا (۹۱)

یعنی، اپنی باندی سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرسکتا ہے اور اپنی بیوی کے ساتھ اس کی اجازت سے کیونکہ بیوی کو قضاءِ شہوت اور تحصیلِ وَلَد کے لئے وطی کا حق ہے یہاں تک کہ شوہر کے آلۂ تناسل کٹے ہونے یا نامرد ہونے کی صورت میں بیوی کو اختیار حاصل ہے جب کہ باندی کو حق نہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آزاد بیوی سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں:

و یعزل عن أمته بلا إذنها و عن زوجته بإذنها (۹۲)

یعنی، چاہے تو باندی سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرے اور اپنی

۸۸۔ کتاب الإختیار لتعلیل المختار، کتاب النکاح، فصل أحکام نکاح العبد و الأمة ۱۳۷/۳

۸۹۔ المختار للفتویٰ، کتاب الکراهیة ص ۲۴۶

۹۰۔ أخرجه أحمد فی "مسنده" ۳۱/۱

۹۱۔ کتاب الإختیار لتعلیل المختار، کتاب الکراهیة، فصل فی مسائل المختلفة من المکروهات وغیرها، ۲۰۳/۴

۹۲۔ کنز الدقائق، کتاب الکراهیة، فصل فی النظر و اللمس، ص ۱۲۴

بیوی سے اس کی اجازت سے۔

اس کے تحت علامہ زیلعی لکھتے ہیں:

لأن للحرّة حقّ فی الوطء حتی کان لها المطالبة به قضاء للشهوة و تحصیلاً للولد، و لهذا تخیّر فی الجبّ و العَنة، و لا حقّ للأمة فی الوطء، و العزل یخلّ بما ذکرنا وهو المقصود بالنکاح فلا یملک تنقیص حق الحرّة بغیر إذنها (۹۳)

یعنی، کیونکہ آزاد بیوی کے لئے وطی میں حق ہے یہاں تک کہ اُسے شہوت کو پورا کرنے اور حصولِ اولاد کے لئے اس کے مطالبے کا حق ہے، اسی لئے اُسے شوہر کے مقطوع الذکر اور اس کے نامرد ہونے کی صورت اختیار دیا جاتا ہے اور باندی کا وطی (ہمبستری) میں کوئی حق نہیں اور جو ہم نے ذکر کیا عزل اس میں (قضاءِ شہوت و تحصیلِ ولد دونوں) مُخل ہوتا ہے اور نکاح سے مقصود یہی ہے پس شوہر اس کی اجازت کے بغیر اس کے حق میں کمی کرنے کا مالک نہیں ہے۔

اور ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

و یجوز أن یعزل عن امرأته بإذنها و عن أمته بدونه: أما الأول فلما فی "سنن ابن ماجة" عن عمر الخطاب أنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهَی عَنْ أَنْ یَعْزِلَ عَنِ الْحُرَّةِ إلاَّ بِإِذْنِهَا (۹۴)

یعنی، اپنی بیوی سے اس کی اجازت سے عزل جائز ہے اور اپنی باندی سے بغیر اس کے، اور اول تو اس وجہ سے کہ "سنن ابن ماجہ" میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے آزاد بیوی

۹۳۔ تبیین الحقائق، کتاب الکراهیة، فصل فی النظر و اللمس، ۴۷/۷

۹۴۔ فتح باب العنایة ۳۸/۴

کے ساتھ اس کی اجازت کے بغیر عزل سے منع فرمایا۔

اور علامہ مصطفی بن محمد بن یونس طائی حنفی متوفی ۱۱۹۳ھ لکھتے ہیں:

و يعزل عن الحرّة بإذنها (۹۵)

یعنی، آزاد بیوی سے (شوہر) اس کی اجازت سے عزل کرے۔

اور فقہاء کرام نے آزاد بیوی سے اس کی رضا کے بغیر عزل کو مکروہ لکھا ہے جیسا کہ علامہ علاؤالدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں:

يكره للزوج أن يعزل عن امرأته الحرّة بغير رضاها لأن الوطي عن انزال سبب لحصول الولد و لها في الولد حقٌّ، و بالعزل يفوت الولد فكأنه سبب لفوات حقّها (۹۶)

یعنی، شوہر کے لئے آزاد بیوی سے اس کی رضا کے بغیر عزل کرنا مکروہ ہے کیونکہ انزال کے ساتھ وطی (ہمبستری) بچے کی پیدائش کا سبب ہے اور اس کا بچے میں حق ہے اور عزل کے ذریعے بچے کی پیدائش فوت ہو جاتی ہے گویا کہ عزل عورت کے حق کو فوت کرنے کا سبب ہوا۔

اور امام زین الدین ابن نجیم حنفی نقل کرتے ہیں:

و في "الخانية" ذكر في الكتاب أنه لا يباح بغير إذنها (۹۷)

یعنی، "فتاویٰ خانیہ" میں ہے: کتاب میں مذکور ہے کہ عزل بیوی کی اجازت کے بغیر مُباح نہیں ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حنفی مذہب یہ ہے کہ آزاد بیوی سے عزل اس کی رضا کے بغیر درست نہیں ہے، لیکن بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ زمانے کے تغیر کے ساتھ جن میں تغیّر واقع ہو سکتا ہے اور یہ بھی اُن سے میں سے ایک ہے لہٰذا متاخرین فقہاء کرام نے

۹۵۔ کنز البیان، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ص ۱۱۹
۹۶۔ بدائع الصنائع، کتاب النکاح، فصل في المعاشرة، ۳/ ۶۱۴
۹۷۔ البحر الرائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۳/ ۲۰۰، تحت قوله: و الإذن في العزل

فرمایا کہ ہمارے اس زمانے میں فسادِ زمانہ کی وجہ سے بچے کے بگڑنے کا ڈر ہو تو بلا اِذن عزل جائز ہے۔

چنانچہ علامہ حسن بن منصور اوزجندی متوفی ۵۹۲ھ نے لکھا:

قالوا: في زماننا يباح لسوء الزمان (۹۸)

یعنی، فقہاء کرام نے فرمایا ہمارے زمانے میں زمانہ (یعنی لوگوں) کی برائی کی وجہ سے (بلا اجازت عزل) مُباح ہے۔

جب کہ علامہ زین الدین ابن نجیم (۹۹)، سراج الدین ابن نجیم (۱۰۰) اور فقیہ عبد الرحمٰن شیخی زادہ (۱۰۱) نے اس طرح نقل کیا ہے:

قالوا: في زماننا يباح لفساد الزمان

یعنی، فقہاء کرام نے فرمایا ہمارے زمانے میں فسادِ زمانہ کی وجہ سے مُباح ہے۔

مخدوم محمد جعفر بوبکانی لکھتے ہیں:

و في "الظهيرية": رجل عزل عن امرأته بغير إذنها لسوء هذا الزمان لا بأس به لما روى عن النبيّ ﷺ أنه قال: "خِيَارُ أُمَّتِي بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ كُلُّ ضَعِيْفِ الْحَاذِ" قِيْلَ: وَ مَا ضَعِيْفُ الْحَاذِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: قَلِيْلُ الْأَهْلِ قَلِيْلُ الْوَلَدِ" انتهى، و الحديث أخرجه أبو يعلى في "مسنده" بتغيير يسير (۱۰۲)

۹۸۔ فتاویٰ قاضیخان، کتاب الحظر و الإباحة باب الختان، ۳/ ۴۱۰
۹۹۔ البحر الرائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۳/ ۲۰۰
۱۰۰۔ النّهر الفائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۲/ ۲۷۶
۱۰۱۔ مجمعُ الأنهُر، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۱/ ۳۶۶
۱۰۲۔ المتانة في المرمة عن الخزنة کتاب النکاح، باب القسم و الوطي الخ، فصل في العزل و إسقاط الولد ص ۴۳۷

یعنی، ''فتاویٰ ظہیریہ'' میں ہے کوئی شخص اس زمانہ کی بُرائی کی وجہ سے اپنی بیوی کے ساتھ اس کی اجازت کے بغیر عزل کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''دوصدیوں کے بعد میری اُمّت میں ہر ''ضعیف الحاذ'' بہتر ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ضعیف الحاذ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **قلیل الأهل** اور **قليل الأولاد** (یعنی، جس کی بیویاں کم ہوں اور اولاد کم ہو) اھ، اس حدیث شریف کی ابو یعلی نے اپنی ''مسند'' میں تھوڑی سی تغییر کے ساتھ تخریج کی ہے۔(۱۰۳)

۱۰۳۔ ابو هاجر محمد السعید بن بسیونی نے اپنے موسوعہ میں "العزلة" لأبی خطاب البستی (ص ۳٦ السلفیہ) کے حوالے سے

خِيَارُكُمْ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ كُلُّ خَفِيفِ الْحَاذِ

کے الفاظ نقل کیے ہیں جب کہ "اتحاف السادة المتقین" للزبیدی (۲۹۰/۵، تصویر بیروت) اور "المغنی عن حمل الأسفار" للعراقی (۲۴/۲، عیسی الحلبی) اور "کشف الخفاء" للعجلونی کے حوالے سے

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ الخ

کے الفاظ نقل کیے ہیں۔(موسوعة أطرافِ الحدیث النبوی الشریف، ٦٤١/٤، ٦٤٨)

اور علی حسن علی الحلبی وغیرہ نے اپنے ''موسوعہ'' میں

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ الْخَفِيفُ الْحَاذُ الَّذِي لَا أَهْلَ لَهُ وَ لَا وَلَدَ

کے الفاظ نقل کیے ہیں۔(موسوعة الأحادیث و الآثار الضعیفة و الموضوعة، برقم:۱۰۲۲۸، ٤۲۵/٤)

یعنی، دو صدیوں کے بعد لوگوں میں خفیف الحاذ بہتر ہوگا کہ جس کا نہ اہل ہو اور نہ اولاد۔

اور علامہ اسماعیل بن محمد عجلونی شافعی نے ''کشف الخفاء'' میں مندرجہ الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

''خَيْرُكُمْ فِي رَأْسِ الْمِائَتَيْنِ الْخَفِيفُ الْحَاذُ'' قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ! مَا الْخَفِيفُ الْحَاذُ؟ قَالَ مَنْ لَا أَهْلَ لَهُ وَ لَا مَالَ''

یعنی، دو صدیوں کے اختتام پر تم میں بہتر وہ ہوگا جو خفیف الحاذ ہوگا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ''خفیف الحاذ'' کیا ہے، فرمایا ''جس کا نہ اہل ہو اور نہ مال''۔

اور لکھتے ہیں کہ اس حدیث شریف کو ابو یعلی نے اپنی ''مسند'' میں حذیفہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور

اور حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب ابن البزاز کردوی حنفی متوفی ۸۲۷ھ لکھتے ہیں:

و في الفتاوىٰ: عزل عنها لما يخاف على الولد من سوء الزمان بلا إذنها يسعه ذلك، و إن كان هذا على خلاف ظاهر الجواب (١٠٤)

یعنی، فتاویٰ میں ہے کہ بچے پر زمانے کی برائی کے خوف کی وجہ سے (اپنی آزاد بیوی کی) اجازت کے بغیر اس سے عزل کرے کہ اُسے اس کی اجازت ہے، اگرچہ یہ ظاہر الجواب کے خلاف ہے۔

اور امام کمال الدین ابن ہمام لکھتے ہیں:

و في الفتاوىٰ: إن خاف من الولد السوء في الحرّة يسعه العزل بغير رضاها لفساد الزمان (١٠٥)

یعنی، فتاویٰ میں ہے: اگر بچے پر زمانہ کی برائی کا خوف ہو تو اُسے فسادِ زمانہ کی وجہ سے آزاد بیوی سے اس کی رضا کے بغیر عزل کی اجازت ہے۔

اور علامہ عبد العلی برجندی لکھتے ہیں:

قال بعضهم: إن خاف من ولد السوء فله أن يعزل عن الحرّة لسوء الزمان (١٠٦)

خلیلی نے کہا کہ حفاظِ حدیث نے راوی روّاد بن الجراح کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے اور صنعانی نے اس پر وضع کا حکم لگایا ہے لیکن اس نے

''خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ الْخَفِيفُ الْحَاذُ الَّذِي لَا زَوْجَةَ لَهُ وَ لَا وَلَدَ''

کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔(کشف الخفاء برقم:۱۲۳۳، ۳٤۲/۱)

اور علامہ سخاوی لکھتے ہیں اگر یہ حدیث صحیح ہو تو یہ فتنوں کے دنوں میں دنیا اور ولد اور دنیا سے بے تعلقی کے جواز پر محمول ہے۔(المقاصدُ الحَسَنة برقم:٤٥٢، ص ۲۱۰)

۱۰٤۔ الفتاویٰ البزازیة، کتاب الکراهیة الفصل السادس فی النکاح ٦/۳٦۷، ۳٦۸

۱۰۵۔ فتح القدیر، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۳۷۹/۳

۱۰٦۔ البرجندی شرح مختصر الوقایة، کتاب النکاح باب نکاح القن، ۲٤/۲

یعنی، بعض فقہاءِ کرام نے فرمایا کہ اگر بچے سے برائی کا خوف ہو تو شوہر کے لئے آزاد عورت سے زمانہ کی برائی کی وجہ سے عزل کرنا جائز ہے۔

اور یہ سب تغیرِ زمانہ کی وجہ سے ہے چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

فقد عُلِم مما في "الخانية" أن منقول المذهبِ عدم الإباحة، و أن هذا تقييد من المشائخ المذهب لتغيّر بعض الأحكام بتغيّر الزمان، و أقرّه في "الفتح" (١٠٧) و به جزم "القُهستانيُّ" (١٠٨) أيضاً حيث قال: و هذا إذا لم يخف على الولد السُّوْءَ لفساد الزمان، و إلا فلا يجوز بلا إذنها (١٠٩)

یعنی، جو "خانیہ" میں ہے اس سے معلوم ہو (آزاد بیوی سے بلا رضا عزل میں) منقول مذہب عدمِ اِباحت ہے اور یہ (یعنی فسادِ زمانہ کی وجہ سے بلا اذن عزل) تغیرِ زمانہ کی وجہ سے بعض احکام میں تغیر کے لئے مشائخ مذہب کی (طرف سے) قید ہے اور "فتح القدیر" میں اسے ثابت رکھا اور اسی پر قہستانی نے بھی جزم کیا جیسا کہ فرمایا یہ (اجازت کی شرط) اس وقت ہے جب فسادِ زمانہ کی وجہ سے بچے پر برائی کا خوف نہ ہو ورنہ بلا اِذن جائز نہیں۔

فقہاءِ کرام نے زوجہ کے اذن و رضا کو ساقط کرنے والا یہ ایک عذر ذکر کیا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ رُخصت اسی عذر پر متصور ہے بلکہ اس جیسا کوئی اور عذر بھی پایا جائے تو یہ رُخصت متحقق ہوگی۔

چنانچہ امام کمال الدین ابن ہمام فقہاء کی ذکر کردہ رخصت کے بعد لکھتے ہیں:

١٠٧۔ فتح القدير، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ٣/٣٧٩
١٠٨۔ جامع الرموز، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ١/٢٩٤
١٠٩۔ رَدُّ المُحتار على الدُّرِّ المُختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ٨/٥٨٥

فليعتبر مثله من الأعذار مُسقطاً لإذنها (١١٠)

یعنی، پس اس کی مثل عذر بیوی کی اجازت (والی شرط) کو ساقط کرنے میں معتبر ہونا چاہئیں۔

اور اسے صاحبِ فتح سے علامہ زین الدین (١١١) اور علامہ سراج الدین (١١٢) نے بھی نقل کیا ہے۔

صاحبِ فتح القدیر کی اس عبارت کے تحت علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

قوله الفتح: "فليعتبر مثله": يُحتمل أن يريد بالمثل كقولهم: مثلك لا يبخل، و يُحتمل أنه أراد الحاق مثلَ هذا العُذرِ به (١١٣)

یعنی، صاحبِ فتح القدیر کا قول کہ "اس کے مثل کا اعتبار کیا جائے" یہ احتمال رکھتا ہے کہ مثل سے ارادہ کیا ہو عربوں کے قول کی طرح "مثلہ لا یبخل" (تیری مثل (شخص) بخل نہیں کرتا) اور یہ بھی احتمال ہے کہ عذر کی مثل (دیگر اعذار) کو اس کے ساتھ لاحق کرنے کا ارادہ کیا ہو۔

اور دوسرا احتمال قوی ہے اس لئے کہ فقہاءِ کرام نے دیگر اعذار اس کے ساتھ لاحق کئے ہیں جیسا کہ فقہ کا علم رکھنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔

قدیم سے حمل سے بچنے کے لئے غیر مُضر ایک ہی عزل کا طریقہ رائج تھا اس لئے احادیثِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء اور آثارِ صحابہ و تابعین میں اور پھر کلامِ مجتہدین و عبارات

١١٠۔ فتح القدير، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ٣/٣٧٩
١١١۔ البحر الرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ٣/٢٠٠
١١٢۔ النهر الفائق، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ٢/٢٧٦
١١٣۔ رَدُّ المُحتار على الدُّرِّ المُختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، مطلب في حكم العزل، ٨/٥٨٥

فقہاء میں اسی کا ذکر ملتا ہے، عزل سے مقصود چونکہ حمل سے احتراز ہے اس لئے اس مقصد کے حصول کے لئے عزل کے علاوہ دوسرا طریقہ ادویات یا ان کے علاوہ کوئی اندرونی یا بیرونی طریقہ اختیار کیا جائے تو جائز ہو گا، فقہاء کرام کی عبارت سے اس کے جواز کا ثبوت ملتا ہے جیسے عورت کے رحم کے منہ کو بند کرنا تا کہ مادۂ تولید کے قطرے عورت کے رحم میں داخل نہ ہو سکیں۔

چنانچہ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

و علی هذا یُباح لها سدّ فم الرحم بغیر إذنه (۱۱٤)

یعنی، اس بنا پر عورت کے لئے مُباح ہے کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے رحم کا منہ بند کروا دے۔

اور علامہ سید احمد طحطاوی ''درمختار'' کی عبارت ''و لو بلا إذن الزوج'' کے تحت لکھتے ہیں:

أخذ صاحب النهر من هذا یُباح لها أن تسدّ فم الرَّحم لئلا تحبل (۱۱٥)

یعنی، صاحب نہر نے اس سے اخذ کیا کہ اگر حمل روکنے کے لئے رحم کا منہ بند کر دے تو یہ اس کے لئے مُباح ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

یجوز لها سدُّ فم رَحِمها کما تفعله النساء (۱۱٦)

یعنی، عورت کے لئے اپنے رحم کا منہ بند کروانا جائز ہے جیسا کہ عورتیں کرتی ہیں۔

۱۱٤۔ البحر الرّائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۳/ ۲۰۰
۱۱٥۔ حاشیة الطَّحطاوی علی الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۲/ ۷۷
۱۱٦۔ ردُّ المحتار علی الدُّرِّ المُختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۸/ ٥۸۷

اور علامہ علاؤ الدین ابن عابدین شامی متوفی ۱۳۰٦ھ لکھتے ہیں:

و جاز لها سدُّ فم رحمها، لئلا تحبل إن بإذنه و إلا لا (۱۱۷)

یعنی، عورت کے لئے اپنے رحم کا منہ بند کروانا جائز ہے تا کہ حمل قرار نہ پائے اگر شوہر کی اجازت سے ہو ورنہ جائز نہیں۔

صاحب بحر علامہ زین الدین نے اس پر لکھا کہ

أنه ینبغي أن یکون حراماً بغیر إذن الزوج قیاساً علی عزله بغیر إذنها (۱۱۸)

یعنی، شوہر کے لئے بیوی کی اجازت کے بغیر عزل کے حرام ہونے پر قیاس کرتے ہوئے عورت کا اپنے رحم کے منہ کو شوہر کی اجازت کے بغیر بند کروانا بھی حرام ہونا چاہیے۔

علامہ شامی نے اس کے جواب میں لکھا:

فما في ''البحر'' مبنيٌّ علی ما هو أصل المذهب و ما في ''النهر'' علی ما قاله المشائخ و الله الموفّق (۱۱۹)

یعنی، جو ''بحر الرائق'' میں ہے اصل مذہب پر مبنی ہے اور جو ''نہر'' میں ہے وہ اس پر مبنی ہے جو مشائخ نے فرمایا۔

فقہاء کرام کی عبارت ''بلا اذن الزوج'' جب اس فعل کے جواز کو ثابت کرتی ہے تو شوہر کی رضا و اِذن سے اس فعل کا جواز بطریق اولیٰ ثابت ہو گا۔ کما لا یخفی

ضبطِ تولید کی بنیاد

ضبطِ تولید کی بنیاد عزل ہے، ضبطِ تولید کے بارے میں فقہاء کرام کی زیادہ تر بحث

۱۱۷۔ الهدیة العلائیة، ص ۲٤٦
۱۱۸۔ البحر الرائق، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۳/ ۲۷٤
۱۱۹۔ ردُّ المُحتار علی الدُّرِّ المُختار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، تنبیه، ۸/ ٥۸۷

اسی پر ہے کہ کس صورت میں بلا اجازت عزل جائز ہے اور کس صورت میں جائز نہیں اور جس عذر کی بناء پر فقہاء کرام نے بلا اجازت عزل (یعنی ضبطِ تولید) کو جائز قرار دیا ہے یقیناً وہ عذر نفسِ عزل کو بھی مُباح کر دے گا، اسی طرح جو عذر اسقاطِ حمل کو مُباح کر دے وہی عذر نفسِ عزل کو بھی مُباح کر دے گا اگرچہ بعض کے نزدیک مطلقاً بلا عذر عزل مُباح ہے وہ شاید اس وجہ سے کہ فقہاء کی اکثر بحث ''بالاذن'' اور ''بلا اذن'' عزل کے بارے میں تھی تو انہوں نے سمجھا کہ نفسِ عزل کی اباحت کا کوئی مخالف نہیں ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے، یا پھر اُن کے اس قول کی وجہ یہ ہو کہ اُن کی نظر دلائل شرعیہ پر نہیں رہی، بہر حال نفسِ ضبطِ تولید کے لئے کسی صالح عذر کا پایا جانا ضروری ہے کیونکہ یہ شرع مطہرہ کا مطلوبِ اصلی نہیں اور نہ ہی یہ عند اللہ تعالیٰ و عند الرسول ﷺ مرغوب امر ہے۔ اب ذیل میں ہم فقہاء کرام کی عبارات میں صراحتاً یا ضمناً مذکور اعذار یا اُن جیسے دیگر عذر ترتیب وار ذکر کرتے ہیں۔

☆...... پہلا بچہ چھوٹا ہو حاملہ ہو جانے سے عورت کا دودھ کم ہونے کا خطرہ ہو اور دودھ پلانے والی اجرت پر لینا بچے کے باپ کی وسعت میں نہ ہو اس وجہ سے عزل کرے، کیونکہ اسقاطِ حمل کے جواز کے اسباب میں فقہاء کرام نے یہ سبب ذکر کیا ہے جیسا کہ علامہ حسن بن منصور اوزجندی (۱۲۰) اور علامہ طاہر بن عبد الرشید بخاری حنفی متوفی ۵۴۰ھ (۱۲۱) لکھتے ہیں:

المرضعة إذا ظهر بها الحبل و انقطع لبنها و ليس لأبي الصغير ما يستأجر ها به الظئر و يخاف هلاک الولد قالوا يباح لها أن تعالج في استنزال الدم ما دام الحمل نطفةً أو علقةً أو مضغةً لم يخلق له عضو الخ

۱۲۰۔ فتاویٰ قاضیخان، کتاب الحظر و الإباحة، باب الختان، ۳/ ۴۱۰

۱۲۱۔ خلاصة الفتاوی، کتاب النکاح، الفصل الخامس عشر في الحظر و الإباحة ۲/ ۵۲

یعنی، دودھ پلانے والی عورت کو جب حمل ظاہر ہو جائے اور اس کا دودھ (ظہورِ حمل کی وجہ سے) منقطع ہو جائے اور بچے کے باپ کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ جس سے دودھ پلانے والی کرائے پر لے سکے اور بچے کے ہلاک ہونے کا خوف ہو تو فقہاء کرام نے فرمایا جب تک حمل نطفہ یا بستہ خون یا گوشت کا لوتھڑا ہے (اور ابھی تک) اس کے اعضاء نہیں بنے تو عورت کے لئے خون جاری کرنے کے لئے علاج کروانا مُباح ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

و قال ابن وهبان: و من الأعذار أن ينقطع لبنها بعد ظهور الحمل و ليس لأبي الصبيّ ما يستأجر به الظِّئرَ و يَخاف هلاكه (۱۲۲)

یعنی، ابن وہبان نے فرمایا عذروں میں سے یہ ہے کہ حمل ظاہر ہونے کے بعد عورت کا دودھ منقطع ہو جائے (اور اس کا پہلے سے چھوٹا بچہ ہو) اور بچے کے باپ کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ جس سے بچے کے لئے دودھ پلانے والی کرائے پر لے سکے اور بچے کی ہلاکت کا خوف ہو۔

جب اس عذر کی بناء پر حمل ٹھہرنے کے بعد ایک مخصوص مدت کے اندر سے ساقط کروانا جائز ہے تو اس عذر کی بناء پر عزل یا حمل کو روکنے کے لئے دوسرے ذرائع اختیار کرنا بطریقِ اَولیٰ جائز ہوں گے۔

اور اس کی تائید مندرجہ ذیل روایات سے بھی ہوتی ہے چنانچہ امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن أبي سعيد الزّرقي: أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِيْ تُرْضِعُ وَ أَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ، فَقَالَ

۱۲۲۔ رد المحتار على الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، ۸/ ۵۸۶

النَّبِيَّ ﷺ: ''إِنَّ مَا قَدْ قُدِّرَ فِي الرَّحِمِ سَيَكُونُ (۱۲۳)

یعنی ،حضرت ابو سعید زرقی سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا، پس عرض کرنے لگا، میری بیوی بچے کو دودھ پلاتی ہے اور میں (اس حال میں) اس کا حاملہ ہونا پسند نہیں کرتا تو نبی ﷺ نے فرمایا: رحم میں جو مقدر ہو چکا ہے وہ عنقریب ہو کر رہے گا۔

اسی طرح امام مسلم (۱۲٤) اور امام نسائی (۱۲٥) کی دوسری روایت ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الخدری قال: ذُكِرَ ذٰلِكَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ''وَ مَا ذَاكُمْ'' قُلْنَا: الرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ فَيُصِيْبُ مِنْهَا فَيُصِيْبُهَا، وَ يَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ مِنْهَا الْحَمْلَ، وَ تَكُوْنَ لَهُ الْجَارِيَةُ فَيُصِيْبُ مِنْهَا، وَ يَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ، قَالَ: لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوْا، فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ۔ واللفظ للنّسائی

یعنی ،حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا اس (یعنی عزل) کا ذکر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کیا گیا، (آپ ﷺ نے) فرمایا: ''تم یہ کیوں کرتے ہو'' ہم نے عرض کیا آدمی کے پاس (ایک) عورت ہوتی ہے جو اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے، پھر وہ اس سے ہمبستری کرتا ہے اور اس کے حاملہ ہونے کو ناپسند سمجھتا ہے،

۱۲۳۔ السُّنَنُ الکُبریٰ للنسائی، کتاب النکاح، باب العزل، برقم:٥٤٨٧۔٣، ٣٠٧/٣

أیضاً جامع المَسَانِید و السُّنَن، مسند أبی سعید الخدری، عبد الله بن مرّة الزرقی عنه، برقم:٤٣٥، ٢٠٤/٣٣، ٢٠٥

۱۲٤۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب حکم العزل، برقم:١٣١ (١٤٣٨)، ص ٥٤٠، ٥٤١

۱۲٥۔ السُّنَن الکُبریٰ، کتاب النکاح، باب الغیلة و العزل، برقم:٥٤٨٦۔٢، ٣٠٧/٣

اور اس کی باندی ہوتی ہے اور وہ اس سے ہمبستری کرتا ہے اور وہ اسے پسند نہیں کرتا کہ وہ اس سے حاملہ ہو (تو نبی ﷺ نے) فرمایا: ''تم ایسا نہ کرو تو بھی کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ تو تقدیر کی بات ہے''۔

مندرجہ بالا روایات میں ''لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوْا'' کے کلمات وارد ہیں اور یہی کلمات امام بخاری (۱۲٦) اور امام مسلم (۱۲۷) میں، اور امام احمد (۱۲۸) سے مروی روایت میں ہے۔

اس کے علاوہ ''مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوْا'' کے کلمات امام بخاری (۱۲۹) اور امام ابو داؤد (۱۳۰) اور امام احمد (۱۳۱) سے مروی ہیں کما نقلہ ابن کثیر (۱۳۲) اب دیکھنا یہ ہے کہ نبی ﷺ کی ان کلمات سے کیا مراد ہے۔

نبی ﷺ نے ان کلمات سے اس عذر کی بنا پر عزل سے منع فرمایا جیسا کہ حدیث أبی سعید کے ایک راوی نے حسن بصری سے بیان کیا، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے، ابن عوف کہتے ہیں کہ حسن نے یہ حدیث سُن کر کہا بخدا اس میں عزل سے ناراضگی کا اظہار ہے۔ (۱۳۳)

اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ کلمہ نہی کے قریب ہے چنانچہ اسی حدیث کے ایک راوی

۱۲٦۔ صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب بیع الرقیق (برقم:٢٢٢٩)، ٤٧/٣

۱۲۷۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب حکم العزل، برقم:١٢٥ (١٤٣٨)

۱۲۸۔ المُسْنَد للإمام أحمد، ٨٣/٣

أیضاً جامع المَسَانِید و السُّنَن لا بن کثیر، ٢٠٣/٣٣)

۱۲۹۔ صحیح البخاری، کتاب العتق، باب من ملك من العرب، برقم:٢٥٤٣، ١٤٠/٢، ١٤١ و کتاب المغازی، باب بن مصطلق الخ، برقم:٤١٣٨، ٥٤/٣ و کتاب التوحید، باب قول الله تعالیٰ ﴿هو الله الخالق البارئ المصور﴾ برقم:٧٤٠٩، ٤٤٦/٤

۱۳۰۔ سُنَن أبی داؤد، کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، برقم:٢١٧٢، ٤٣١/٢

۱۳۱۔ المسند للإمام أحمد، ٦٨/٣، ٧٢/٣

۱۳۲۔ جامع المَسَانِید و السُّنَن لابن کثیر، برقم:٤٣٢، ٤٣٣، ٤٠٣/٣٣

۱۳۳۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب العزل، برقم:١٣١ (١٤٣٨)، ص ٥٦١

(محمد) نے کہا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے:

قال محمد: و قوله: "لا عَلَيْكُمْ" اقرب إلى النهي (١٣٤)

یعنی محمد (راوی) نے کہا نبی ﷺ کا فرمان ''لا علیکم'' نہی کے زیادہ قریب ہے۔

جب کہ اکثر کے نزدیک ان کی مثل روایات میں وارد دیگر کلمات سے عزل کی اباحت ثابت ہوتی ہے نہ کہ ممانعت اور اس کی دلیل مندرجہ روایت ہے:

عن أبي سعيد الخدري قال: ذُكِرَ الْعَزْلُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: وَ لِمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ؟ فَلَمْ يَقُلْ: فَلَا يَفْعَلُ أَحَدُكُمْ فَإِنَّهُ لَيْسَتْ نَفْسٌ مَخْلُوْقَةٌ إِلَّا اللّٰهُ خَالِقُهَا (١٣٥)

یعنی، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عزل کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''تم ایسا کیوں کرتے ہو اور یہ نہیں فرمایا کہ تم یہ نہ کرو کیونکہ جو نفس پیدا ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ اُسے پیدا کر کے رہے گا''۔

اور اس روایت سے واضح ہے کہ نبی ﷺ نے یہ کلمات منع کے لئے نہیں ارشاد فرمائے اگر منع کے لئے ارشاد فرمایا ہوتا یوں تو فرماتے ''لَا يَفْعَلُ أَحَدُكُمْ'' (یعنی، یہ نہ کرو) اور کُتبِ احادیث میں عزل کے باب میں مندرجہ کلمات وارد ہوئے ہیں:

اِصْنَعُوْا مَا شِئْتُمْ فَإِنَّهُ مَا يُرِدِ اللّٰهُ يَكُنْ (١٣٦)

یعنی، جو تم چاہو کرو اور اللہ تعالیٰ جس کا ارادہ فرماتا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

١٣٤ـ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب حكم العزل، برقم: ١٣٠ (١٤٣٨)، ص ٥٤٠
١٣٥ـ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب حكم العزل، برقم: ١٣٢ (١٤٣٨)، ص ٥٤١
أيضاً سُنن أبي داؤد، كتاب النكاح، باب ما جاء في العزل، برقم: ٢١٧٠، ٢/ ٤٣٠
أيضاً السُّنن الكبرى للبيهقي، كتاب النكاح، باب العزل، برقم: ١٤٣٠٧، ٧/ ٣٧٣
١٣٦ـ السُّنة لابن أبي عاصم، باب في العزل الخ، برقم: ٣٧٤، ص ٨٣ـ أيضاً المسند ٣/ ٢٦

اور

اِفْعَلُوْا مَا بَدَا لَكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَقْضِيْ مَا أَحَبَّ، وَ إِنْ كَرِهْتُمْ (١٣٧)

یعنی، جو تمہارے لئے ظاہر ہو کرو، پس اللہ تعالیٰ وہی فیصلہ فرماتا ہے جو اُسے پسند آتا ہے اگر چہ تمہیں ناپسند ہو۔

اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی آزاد بیوی سے اجازت و رضا والی حدیث عزل کے مُباح ہونے پر دال ہے۔

اور پھر یہ معلوم ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان عہد نبوی ﷺ اور حضور ﷺ کے وصال با کمال کے بعد عزل کیا کرتے تھے یہ نہیں ہو سکتا کہ نبی ﷺ ایک فعل سے منع فرما دیں اور صحابہ کرام پھر اُسے کریں ایک دو نہیں بلکہ ان کی ایک بڑی تعداد اس کا ارتکاب کرے، تو ظاہر ہوا کہ حضور ﷺ کا یہ فرمان نہی کے لئے نہیں تھا۔

اور اس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اس عذر کی بنا پر عزل کیا کرتے اور یہ عذر ان کے نزدیک بھی صحیح عذر تھا اور اس بحث کو اس مقام پر ذکر کرنے سے ہمارا مدعا یہی تھا اس لئے ہمارے فقہائے کرام نے اسے جوازِ عزل اور جوازِ ضبطِ تولید کے اعذار میں شمار کیا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور مفتی محمد وقار الدین حنفی نے جوازِ ضبطِ تولید کے اعذار میں اسے شامل کرتے ہوئے لکھا:

ماں بچے کو دودھ نہیں پلا سکتی یا باپ دودھ پلانے کا خرچہ پورا نہیں کر سکتا۔(١٣٨)

☆......یا شوہر کو بچے پر زمانے کی برائی کا خوف ہو تو فقہاء کرام نے لکھا کہ بلا اذنِ زوجہ عزل جائز ہے اور اس میں اصل تو یہی تھا کہ بلا اذن جائز نہ ہو مگر زمانہ کی وجہ سے بعد کے فقہاء کرام نے اس صورت میں بلا اذن کو جائز لکھا، چنانچہ علامہ شمس الدین

١٣٧ـ السُّنة لابن أبي عاصم، باب في العزل، برقم: ٣٧٣، ص ٨٣
١٣٨ـ وقار الفتاویٰ، کتاب النکاح ٣/ ١٢٧

احمد بن ابراہیم السروجی متوفی ۷۱۰ھ نے لکھا:

قال: أريد أن أعزل امرأتي لأني أخشى أن يجيء ولد (و في نسخة ولدها) من أهل الشر، قيل: لا يسعه، و قيل يسعه لتغيير الزمان الخ (۱۳۹)

یعنی، کہا کہ میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں کیونکہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ بچہ شریروں میں سے ہو جائے، کہا گیا کہ اُسے گنجائش نہیں ہے، کہا گیا کہ اُسے تغیرِ زمانہ کی وجہ سے اجازت ہے۔

اسی طرح صاحب فتح القدیر وغیرہ کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے، جب یہ ترکِ اِذن کے لئے عذر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے تو خود عزل کے لئے بطریقِ اولیٰ عذر بنے گا، اس عذر کی بنا پر عورت کو بھی اس کی رُخصت ہے۔ چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

نعم، النظر إلى فساد الزمان يفيد الجواز من الجانبين (۱۴۰)

یعنی، ہاں، فسادِ زمانہ پر نظر جانبین سے جواز کا فائدہ دیتی ہے۔

☆......یا شوہر دُور دراز سفر پر ہو اور اُسے بچے کی جان وغیرہ کا خوف ہو جیسے علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

لأن يكون في سفر بعيد فخاف على الولد ملخصاً (۱۴۱)

یعنی، جیسے وہ دُور دراز سفر پر ہو اور جہاں بچے کو خطرہ ہو۔

☆......یا شوہر دارالحرب میں ہو اور اُسے بچے پر خوف ہو جسے علامہ شامی لکھتے ہیں:

۱۳۹۔ كتابُ أدبِ القَضاء للسُّروجي، برقم: ۳۵۳، ص ۲۳۹

۱۴۰۔ رَدُّ المحتار على الدُّرِّ المُختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، تنبيه ۸/۵۸۷

۱۴۱۔ رَدُّ المُحتار على الدُّرِّ المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، مطلب: في حكم العزل، ۸/۵۸۵

أو في دار الحرب فخاف على الولد (۱۴۲)

یعنی، یا وہ دارالحرب میں ہو جہاں بچے کو خطرہ ہو۔

☆......یا بیوی بد اخلاق ہو، بد زبان ہو، نافرمان ہے اور شوہر کا اُسے طلاق دینے کا ارادہ ہو اس لئے وہ چاہے کہ اِس سے مجھے اولاد نہ ہو چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

أو كانت الزوجة سَيِّئَةَ الخُلُقِ وَ يريد فراقها فخاف أن تحبلَ (۱۴۳)

یعنی، بیوی بد اخلاق ہو اور شوہر اس سے جُدائی چاہتا ہو پس اُسے اس کے حاملہ ہونے کا خوف ہو۔

☆......اسی طرح عورت بد کردار ہو اور مرد کا اُسے اپنی زوجیت میں رکھنے کا ارادہ نہ ہو یا مرد کو یہ پسند نہ ہو کہ اُسے اس جیسی عورت سے اولاد ہو کیونکہ اگر بیوی کا بد اخلاق بد زبان ہونا بلا اجازت جوازِ عزل کے لئے عذر ہے تو اس کا بدکار ہونا بطریقِ اَولیٰ عذر قرار دیا جائے گا۔

بیوی کی صحت کا اچھا نہ ہونا اور بچوں کا جلدی جلدی پیدا ہونا بھی ضبطِ تولید کے لئے عذر ہے چنانچہ مفتی محمد وقار الدین حنفی لکھتے ہیں:

اگر کوئی معقول وجہ ہو تو ضبطِ تولید جائز ہے مثلاً بیوی کی صحت اچھی نہیں، جلدی بچے کی پیدائش سے اس کی صحت اور خراب ہو جائے گی۔ (۱۴۴)

پہلا بچہ چھوٹا ہے فوراً دوبارہ حمل ٹھہرنے سے اس کی صحت خراب ہو جائے گی۔ (۱۴۵)

۱۴۲۔ رَدُّ المُحتار على الدُّرِّ المُختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، مطلب: في حكم العزل، ۸/۵۸۵

۱۴۳۔ رَدُّ المُحتار على الدُّرِّ المُختار، كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، مطلب: في حكم العزل، ۸/۵۸۵

۱۴۴۔ وقار الفتاوىٰ، كتاب النكاح، ۳/۱۲۲

۱۴۵۔ وقار الفتاوىٰ، كتاب النكاح، ۳/۱۲۶

☆......جلدی حمل ٹھہرنے سے حمل گر جانے کا خوف ہو تا چنانچہ مفتی محمد وقار الدین حنفی لکھتے ہیں:

ایک بار حمل ہوا طبیب نے کہا اتنے عرصے تک احتیاط کرنا حمل نہ ٹھہرنے پائے ورنہ پھر ساقط ہو جائے گا۔(۱۴۶)

حمل ساقط ہو گیا دوبارہ حمل ساقط ہونے سے اس کی جان کو خطرہ تھا۔(۱۴۷)

☆......اسی طرح عورت اتنی کمزور ہو حمل ٹھہرنے سے اس کی جان کو خطرہ ہے یا ماہر طبیب نے کہہ دیا کہ مزید بچہ پیدا ہونے سے عورت کی جان کو خطرہ ہے۔

☆......اسی طرح ہڈی کے تنگ ہونے کی وجہ سے بچے آپریشن سے پیدا ہوتے ہیں اتنے آپریشن ہو گئے کہ مزید آپریش کی گنجائش نہیں ہے۔

☆......اودلا کی زیادتی کی وجہ سے پریشان ہو کر ضبطِ تولید کرنا، کیونکہ صرف اولاد پیدا کرنا ہی مقصود نہیں بلکہ اُن کی پرورش اور اُن کی تعلیم و تربیت بھی اہم ذمہ داری ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَ كُلُّكُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، ...... وَ الرَّجُلُ رَاعٍ أَهْلِ بَيْتِهِ وَمَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ(۱۴۸)

یعنی، سنو! تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے اپنی رعایہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا......اور مرد اپنے گھر والوں پر نگہبان ہے اور اس سے اپنی رعایہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

۱۴۶۔ وقار الفتاویٰ، کتاب النکاح، ۱۲۶/۳

۱۴۷۔ وقار الفتاویٰ، کتاب النکاح، ۱۲۲/۳

۱۴۸۔ أخرجه البخاری فی "صحیحه"، برقم:۷۱۳۸، و مسلم فی "صحیحه" برقم:۲۰۔۱۸۲۰ و أبو داؤد فی "سُنَنه" برقم:۲۹۲۸، و الترمذی فی "سُنَنه" برقم:۱۷۰۵ و أحمد فی "مسنده" ۵/۲۔ و نقله التبریزی فی "مشکاة المصابیح" فی کتاب الإمارة و القضاء، الفصل الأول، برقم:۳۶۸۵۔۲۵، ۳۔۷/۴

اس حدیث شریف کے تحت علامہ محبّ اللہ شنقیطی مالکی متوفی ۱۳۶۳ھ لکھتے ہیں:

شوہر اپنے اہل کا نگہبان ہے کا مطلب ہے کہ وہ نفقہ، کپڑوں، حُسنِ معاشرت، تعلیم، نصیحت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور نرمی سے شرعی تأدیب کے ساتھ اُن کا حق ادا کرے۔(۱۴۹)

اور پھر زیادہ اولاد کی پیدائش بعض عورتوں کو کمزور کر دیتی ہے، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے بیویوں سے عزل کیا کرتے تھے تاکہ اولاد زیادہ نہ ہو چنانچہ امام مسلم بن حجاج قشیری روایت کرتے ہیں حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا:

إِنِّي أَعْزِلُ امْرَأَتِي فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لِمَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: أُشْفِقُ عَلَى وَلَدِهَا أَوْ عَلَى أَوْلَادِهَا(۱۵۰)

یعنی، میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: "تم کیوں ایسا کرتے ہو؟" اس نے جواب میں عرض کیا اس کے بچہ یا اولاد پر شفقت کی بنا پر۔

اسی لئے ہمارے علماء نے اس بناء پر ضبطِ تولید کے جواز کا قول کیا ہے، چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ سے سوال ہوا کہ کسی عورت نے بچوں کی زیادتی سے پریشان ہو کر ایسی دوا کھائی کہ آئندہ بچے نہ ہوں تو اس کا عمل شرع شریف کی رُو سے کیسا ہے؟ آپ نے جوب میں لکھا کہ اگر شوہر کی اجازت سے اس نے ایسا کیا تو جائز ہے ورنہ نہیں اور بعض نے مطلقاً جائز بتایا ہے۔(۱۵۱)

عزل یا ضبطِ تولید سے ممانعت دو طرح ہے کہ ایک فاسد نظریات کی وجہ سے

۱۴۹۔ زاد المسلم فیما اتفق علیه البخاری و مسلم، ۳۰۲/۱

۱۵۰۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب جواز الغیلة الخ، برقم:۱۴۳ (۱۴۴۳)، ص۵۴۲، ۵۴۳

۱۵۱۔ فتاویٰ أمجدیه کتاب الحظر و الإباحة، ۵۹/۴

ممانعت اور دوسری ضبطِ تولید کے ناجائز طریقوں کی وجہ سے۔

ا۔ فاسد نظریہ کی بنا پر عزل یا ضبطِ تولید

کیونکہ نیت میں فساد سے اعمال میں فساد پیدا ہوتا ہے جیسے اعمال میں جہاد کا درجہ کسی پر مخفی نہیں اور اس پر مرتّب ہونے والا ثواب بھی کچھ کم نہیں لیکن اگر کوئی شخص صرف اس لئے لڑے کہ مال حاصل کرے یا صرف قوم کی حمایت میں لڑے، اِعلاء کلمۃ اللہ مقصود نہ ہو تو اُسے اس پر قطعاً کوئی ثواب نہیں ملے گا، اسی طرح دِکھاوے کے لئے نماز پڑھنا اور صدقہ وخیرات کرنا وغیرہ، جب فاسد نیت سے نیک اعمال اکارت ہو گئے تو ایسی نیت سے مُباح عمل بھلا کیونکر جائز رہے گا، کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

إنّما الأعمال بالنيّات (۱۰۲)

یعنی عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

اور امام غزالی لکھتے ہیں:

و الفساد في اعتقاد المعرة في سنّة رسول الله ﷺ أشدّ ...... (۱۰۳)

یعنی، رسول اللہ ﷺ کی سنّت میں عار کے اعتقاد کا فساد اشدّ ہے۔

اس کے تحت علامہ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:

أقوى من اعتقادها في غيرها، و النكاح من سُنَن المرسلين (۱۰٤)

یعنی، اس کے غیر میں اس اعتقاد کے فساد سے سنّت رسول ﷺ میں اس اعتقاد کا فساد زیادہ قوی ہے اور نکاح سُنن المرسلین میں سے ہے۔

۱۰۲۔ اس حدیث کی تخریج امام بخاری و مسلم نے اپنی اپنی "صحیح" میں، ابوداؤد و نسائی، ترمذی، ابن ماجہ نے اپنی اپنی "سُنَن" میں اور امام احمد نے "المسند" (۱/۲۵) میں فرمائی ہے۔

۱۰۳۔ إحياء علوم الدين، كتاب آداب النكاح، الباب الثالث في آداب المعاشرة، ۱۱۱/۲

۱۰٤۔ إتحاف السادة المتقين، ۱۹۲/٦

اس کی پھر دو قسمیں ہیں، ایک تنگیٔ رزق کے خوف سے عزل یا ضبطِ تولید کرنا، دوسری یہ کہ لڑکی کی پیدائش کے احتراز کے لئے عزل یا ضبطِ تولید کرنا۔

(ا) تنگیٔ رزق کے خوف سے ضبطِ تولید

اگر کوئی شخص تنگیٔ رزق کے خوف سے ضبطِ تولید کرے جیسا کہ حکومت کی طرف سے خاندانی منصوبہ بندی کا یہی سبب بیان کیا جاتا ہے کہ آبادی کی کثرت کی وجہ سے غذا کی کمی ہو جائے گی جب کہ اللہ تعالیٰ فرمان ہے:

﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (۱۰۵)

ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ (کنز الایمان)

﴿وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ﴾ (۱۰٦)

ترجمہ: اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ (۱۰۷)

ترجمہ: بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا ہے قوت والا قدرت والا۔

﴿اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۢ بَصِيْرًا﴾ (۱۰۸)

ترجمہ: بے شک تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ دیتا اور کستا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا دیکھتا ہے۔ (کنز الایمان)

اور پھر ضبطِ تولید اس خوف سے کہ رزق میں تنگی واقع ہو جائے گی یہ نظریہ کفّار کے اُس نظریے کے مطابق ہے کہ جس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہوا:

﴿وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ

۱۰۵۔ ھود: ۶/۱۱

۱۰٦۔ الذاریات: ۲۲/۵۱

۱۰۷۔ الذاریات: ۵۸/۵۱

۱۰۸۔ بنی اسرائیل: ۳۰/۱۷

اِیَّاکُمْ ط﴾ الآیۃ (۱۵۹)

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مُفلسی کے ڈر سے ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔ (کنزالایمان)

لہٰذا خشیتِ اِملاق کے خوف سے ضبطِ تولید نا جائز و حرام ہے کیونکہ اس نظریے کی حُرمت قرآن کریم میں منصوص ہے، اس لئے حرام کے ارتکاب سے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے حرام کو چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر تنگی نہیں فرماتا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا O وَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ط﴾ الآیۃ (۱۶۰)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔ (کنزالایمان)

اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اس پر تنگی نہیں آتی، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ﴾ الآیۃ (۱۶۱)

ترجمہ: اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اُسے کافی ہے۔ (کنزالایمان)

اور نبی کریم ﷺ نے اس فاسد نظریہ کی تردید ان کلمات سے فرمائی:

أَنْتَ تَخْلُقُہٗ؟ وَ أَنْتَ تَرْزُقُہٗ (۱۶۲)

یعنی تم اُسے پیدا کرو گے؟ تم اُسے کھلاؤ گے؟

(۲) لڑکی کی پیدائش سے احتراز کے لئے ضبطِ تولید

اگر کوئی شخص لڑکیوں کی پیدائش سے بچنے کے لئے ضبطِ تولید کرے کہ لڑکیوں کو

۱۵۹۔ بنی اسرائیل: ۳۱/۱۷

۱۶۰۔ الطلاق: ۳۰۲/۶۵

۱۶۱۔ الطلاق: ۳/۶۵

۱۶۲۔ المسند، برقم: ۱۱۵۲۳، ۱۳۷/۴ (۵۳/۳) و برقم: ۱۱۹۳۱، ۲۳۹/۴ (۹۶/۳)

بوجھ جانے یا ان کی پیدائش یا شادی کو عار سمجھے اور ضبطِ تولید کرے تو یہ نیت بھی خالص زمانہ جاہلیت کے مشرکین عرب کی ہے اور قرآن و سنّت میں اس نظریے کی سخت مذمت کی گئی ہے، قرآن کریم میں فرمایا:

لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ط وَ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ O اَوْ یُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَانًا وَّ اِنَاثًا ج وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ط اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ O (۱۶۳)

ترجمہ: اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت، پیدا کرتا ہے جو چاہے، جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں، اور جسے چاہے بانجھ کر دے بے شک وہ علم و قدرت والا ہے۔ (کنزالایمان)

اور امام غزالی نے لکھا کہ کہ لڑکیوں کی پیدائش کے خوف سے عزل کرنا کیونکہ وہ ان کی شادی کرانے میں عار کا اعتقاد رکھتا ہے جیسا کہ (زمانہ جاہلیت میں بعض) عربوں کی اپنی بچیوں کو قتل کرنے میں یہی عادت تھی تو یہ نیت فاسدہ ہے اور اگر اس نیت سے اصل نکاح یا جماع کو ترک کرے تو گنہگار ہوگا، پس اسی طرح عزل ہے۔ (۱۶۴)

کیونکہ بیٹی کی پیدائش مصیبت نہیں ہے، حدیث شریف ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس کی تین بیٹیاں ہوں وہ ان پر خرچ کرے، انہیں اچھی طرح رکھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس سے بے نیاز کر دے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے یقیناً یقیناً جنت کو واجب فرما دیتا ہے مگر یہ کہ وہ کوئی ایسا عمل کر بیٹھے کہ جس کی بخشش نہ ہو''۔ (۱۶۵)

۱۶۳۔ الشوریٰ: ۴۹/۴۲، ۵۰

۱۶۴۔ إحیاء العلوم الدین، کتاب آداب النکاح، الباب الثالث فی آداب المعاشرۃ، ۱۱۱/۲

۱۶۵۔ إحیاء علوم الدین، ۸۵/۲

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص تین بیٹیوں کی پرورش کرے، انہیں ادب سکھائے اور ان کی شادی کرائے، ان سے اچھا سلوک کرے تو اس کے لئے جنت ہے۔(١٦٦)

اور بعض احادیث میں بیٹیوں کے ساتھ بہنوں کا بھی ذکر ہے اور بعض میں دو اور بعض میں ایک بیٹی کی اچھی پرورش پر جنت کی بشارت مذکور ہے۔(١٦٧)

۲۔ ضبطِ تولید کے ممنوع طریقے

ضبط تولید کے لئے ایسے ذرائع اختیار کرنا کہ جن سے مرد یا عورت میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے ناجائز و حرام ہے۔

(ا) **نس بندی:** اس میں مرد کی جن نالیوں سے تولید جرثومے گزرتے ہیں انہیں کاٹ کر باندھ دیا جاتا ہے جس سے مرد میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی ہے گویا کہ مرد بانجھ ہو جاتا ہے اور مرد کا اپنے آپ کو بانجھ کر لینا شرعاً ممنوع ہے، چاہے وہ نس بندی کے ذریعے سے ہو یا خصی ہونے کے ذریعے سے ہو اور شارع علیہ السلام نے نکاح کا حکم دیا ہے، چنانچہ امام محمد بن اسماعیل بخاری(١٦٨) اور امام مسلم بن حجاج قشیری(١٦٩) روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

لَقَدْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَ أَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ ۔ واللفظ للبخاری و مسلم معاً

١٦٦۔ سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی فضل من عال یتیماً، برقم:٥١٤٧، ٥/٢٢٣

١٦٧۔ اتحاف السادة المتقین، ٦/٦٨، ٦٩

١٦٨۔ صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب قول النبی ﷺ الخ، برقم:٥٠٦٠، ٢/٣٦٢، ٣٦٣

١٦٩۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لِمَن تاقت إلیه نفسه الخ، برقم:١۔١٤٠٠، ص٥١٩

یعنی، رسول اللہ ﷺ نے ہم صحابہ کو حکم فرمایا: اے جوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح سے نظر نہیں بھٹکتی اور شرمگاہ محفوظ رہتی ہے اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے کیونکہ وہ اس کی شہوت کو کم کر دیتے ہیں۔ یعنی اس کے لئے ڈھال ہیں۔

اور عورتوں سے بے تعلق ہونے سے منع فرمایا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے، حضرت سعید بن المسیّب نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا، آپ نے فرمایا کہ:

أَرَادَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ أَنْ يَتَبَتَّلَ، فَنَهَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَ لَوْ أَجَازَ لَهُ ذٰلِكَ ۔ (و فی روایة) **لَوْ أُذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا** ۔ واللفظ لمسلم(١٧٠)

یعنی، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عورتوں سے بے تعلق ہونے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع فرما دیا، اگر حضور ﷺ انہیں اس کی اجازت مرحمت فرما دیتے تو ہم (صحابہ) خصی ہو جاتے۔

امام قاضی عیاض بن موسیٰ بن عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں:

قال الطبری: التبتّل: هو ترک لذّات الدّنیا و شهواتها، و الإنقطاع إلی الله بالتّفرُّغ لعبادته، قال غیره: التبتُّل یعنی عَنِ النِّسَاءِ، و أما الأختصاء فلایحلُّ أصلاً ۔ ملخصاً(١٧١)

١٧٠۔ صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ما یکروه من التبتّل و الخصاء برقم:٥٠٧٣، ٣/٣٦٤
أیضاً صحیح مسلم، کتاب النکاح باب استحباب النکاح برقم:٨(١٤٠٨)، ص٥٢٠
أیضاً تقریب البُغیة بترتیب أحادیث الحلیلة، کتاب النکاح، باب النهی عن الأختصاء، برقم:٢٠٩٣، ٢/٢٢٣

١٧١۔ إکمالُ المُعلم بفوائد مُسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح ٤/ ٥٣٠، ٥٣١

یعنی، طبری نے فرمایا کہ دنیاوی لذّات وشہوات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے فارغ ہونا ''تبتّل'' ہے اور ان کے غیر نے کہا کہ عورتوں سے تبتّل حرام ہے، مگر خصی ہونا وہ تو اصلاً حلال نہیں۔

اور امام محمد بن اسماعیل بخاری (١٧٢) اور امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ٣٠٣ھ (١٧٣) روایت کرتے ہیں:

عن أبي هريرة رضي الله عنه، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ رَجُلٌ شَابٌ، وَ أَنَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتَ، وَ لَا أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ (و في "سنن المجتبى" كَأَنَّهُ يَسْتَأْذِنُ فِي الْإِخْتِصَاءِ) فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّيْ، ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ، فَاخْتَصِ عَلَى ذٰلِكَ أَوْ ذَرْ (و في "المجتبى" أَوْ دَعْ)۔ واللفظ للبخاري

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ایک جوان آدمی ہوں، مجھے اپنے اوپر ''عنت'' (یعنی زنا میں پڑ کر ہلاک ہونے۔ حاشیۃ السندی) کا خوف ہے اور میرے پاس اتنا مال نہیں کہ میں کسی عورت سے شادی کر سکوں گویا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنا عذر بیان کر کے خصی ہونے کی اجازت مانگ رہے تھے (حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ یہ عذر

١٧٢۔ صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب ما یُکرہ من التبتُّل و الخِصاء، برقم: ٥٠٧٦، ٣٦٥/٣

١٧٣۔ سُنَن النَّسائی، کتاب النکاح، باب النھی عن التبتُّل، برقم: ٣٢١٥، ٤٥/٦/٣

سُن کر) آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی (کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا) فرماتے ہیں کہ میں نے پھر وہی عرض کیا، آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی، میں نے پھر عرض کیا آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی، میں نے پھر وہی گزارش کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! تمہیں جو کچھ پیش آنے والا ہے قلمِ قدرت اُسے لکھ کر خشک ہو چکا ہے، پس تم خصی بنو یا چھوڑ دو۔

''قلم کے خشک ہونے'' کا مطلب بیان کرتے ہوئے علامہ ابو الحسن کبیر (نور الدین بن عبد الہادی سندھی حنفی) متوفی ١١٣٨ھ لکھتے ہیں:

یعنی، تیرے حق میں جو ہونے والا ہے قلم اُسے لکھنے سے فراغت کے بعد خشک ہو گیا یا یہ مطلب ہے کہ تیری زندگی میں تجھے جو پیش آئے گا وہ لکھ دیا گیا ہے اس کا فیصلہ کر دیا گیا ہے اور تقدیر اسباب سے نہیں بدلتی تو اس کے لئے حرام اسباب کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے، ہاں جب اللہ تعالیٰ سبب مشروع یا واجب فرما دے تو اس کا ارتکاب دوسری چیز ہے۔

اور حضور ﷺ کے فرمان ''خصی بنو یا چھوڑ دو'' سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ نے انہیں اس کام کا اختیار دیا یا اجازت مرحمت فرمائی چنانچہ علامہ ابو الحسن کبیر سندھی لکھتے ہیں:

حضور ﷺ کا فرمان ''خصی بنو یا چھوڑ دو'' باب تخییر سے نہیں ہے بلکہ باب توبیخ سے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مثل ہے: ﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ یعنی حضور ﷺ کے فرمان کا مطلب ہے کہ اگر تو چاہے بے فائدہ اپنا عضو کاٹ لے اور اگر چاہے تو اُسے چھوڑ دے۔ اور حضور ﷺ کے فرمان ''علی ذلک'' کا مطلب ہے

کہ (اگر تو خصی بھی ہو جائے) جو تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے وہ تجھے پہنچ کر رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اُعلم (۱۷۴)

اور علامہ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی شافعی متوفی ۵۱۶ھ (۱۷۵) نے روایت کیا اور اُن سے ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۱ھ (۱۷۶) نے نقل کیا کہ:

أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ائْذَنْ لَنَا فِي الْإِخْتِصَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَصَى وَ لَا اخْتَصَى الخ"

یعنی، سعد بن مسعود بیان کرتے ہیں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، عرض کیا: (یا رسول اللہ!) ہمیں خصی ہونے کی اجازت مرحمت فرمایئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے دوسرے (انسان) کو خصی کیا یا خود خصی ہوا وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

اسی لئے علماءِ احناف نے بھی اسے حرام لکھا ہے چنانچہ صدر الشریعہ عبد اللہ بن مسعود محبوبی حنفی متوفی ۷۴۷ھ لکھتے ہیں:

وخصاء البهائم لا الآدمي (۱۷۷)

یعنی، چوپایوں کا خصی کرنا جائز ہے نہ کہ آدمی کو۔

اور اس کے تحت ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۶ھ لکھتے ہیں:

۱۷۴۔ حاشیۃ السِّندی علی السُّنن للنّسائی، ۴۵/۶/۳
۱۷۵۔ شرح السُّنّۃ کتاب الصلاۃ، باب کراھیۃ البیع و الشراء فی المسجد برقم: ۴۸۵، ۱۲۵/۲
۱۷۶۔ مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب المساجد و مواضع الصلاۃ، الفصل الثانی، برقم: ۷۲۴ (۳۶) ۱۵۲/۱
۱۷۷۔ کتاب النِّقایۃ، کتاب الکراھیۃ

لا يجوز خصاء الآدمي لأنه تمثيل به وهو حرام (۱۷۸)

یعنی، آدمی کا خصی کرنا جائز نہیں کیونکہ "مثلہ" (۱۷۹) ہے اور وہ حرام ہے۔

اور ملا علی قاری نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

الخِصَاءُ مُثْلَةٌ (۱۸۰)

یعنی، خصی کرنا مُثلہ ہے۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ زنباع نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے غلام کو خصی کر دیا تھا:

فَأعتقه النَّبيُّ ﷺ بِالْمُثْلَةِ (۱۶۸)

یعنی، نبی ﷺ نے اس غلام کو مُثلہ کے بدلے آزاد فرما دیا۔

اس سے بھی ثابت ہوا کہ خصاء مُثلہ ہے۔

اور مُثلہ سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے جیسا کہ آئندہ صفحات میں اس کی تفصیل آئے گی، لہٰذا فقہاءِ کرام نے تصریح کی ہے، آدمی کو خصی کرنا یا اس کا خصی ہونا حرام ہے چنانچہ شیخ محمد کامل ابن مصطفیٰ حسنی حنفی سے سوال ہوا فرماتے ہیں:

سُئلتُ عن خصاء الآدمي هل يجوز؟ فالجواب: أنه لا يجوز، قال في "شرح الملتقى": و يحرم خصاء الآدمي بخلاف غير لو لمنفعة (۱۸۲)

یعنی، مجھ سے سوال کیا گیا کہ کیا آدمی کو خصی کرنا جائز ہے تو جواب ہے

۱۷۸۔ فتح باب العنایۃ، کتاب الکراھیۃ ۴۲/۴
۱۷۹۔ اور مُثلہ کے معنی یہ ہیں کہ کسی عضو کو ضائع کر دینا۔ وقار الفتاویٰ، ۱۲۳/۳
۱۸۰۔ فتح باب العنایۃ: ۳۵/۴
۱۸۱۔ سُنن ابن ماجۃ کتاب الدّیات، باب من مَثّل بعبدہ فھو حرّ، برقم: ۲۶۷۹، ۳۰۰/۳
۱۸۲۔ الفتاوی الکاملیۃ، کتاب الحظر و الإباحۃ ص ۲۶۲

کہ جائز نہیں ہے، ''شرح الملتقی'' میں فرمایا آدمی کو خصی کرنا حرام ہے
برخلاف غیر آدمی کے جب کہ کسی نفع کے لئے ہو (یعنی جانور نفع کے
خصی کیا جاسکتا ہے)۔

اور خصی کرنے یا خصی ہونے کی ممانعت کا مزید ذکر آئندہ صفحات میں ''تغییرِ خلقِ اللہ'' کی بحث کے تحت بھی بیان کیا جائے گا۔

اور اسے احادیث و آثارِ صحابہ و تابعین میں مذکور عزل پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہنا ہرگز ہرگز درست نہیں ہے کہ عزل جائز ہے تو خصی ہونا یا کسی اور ذریعہ سے قوّتِ تولید ہمیشہ کے لئے منقطع کرنا بھی جائز ہے، چنانچہ مفتی جلال الدین امجدی لکھتے ہیں:

قوتِ تولید منقطع کرنے کے لئے آپریشن کروانا جائز نہیں ہے اور اسے عزل پر قیاس کرنا غلط ہے اس لئے کہ اس آپریشن کا اثر دائمی ہوتا ہے اور عزل کا وقتی۔ اور دائمی کو وقتی پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔(۱۸۳)

باقی یہ کہنا کہ نسبندی کو خصی کرنے یا خصی ہونے کے مترادف قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ جو شخص خصی ہوتا ہے وہ مباشرت اور ہمبستری نہیں کرسکتا اور جو شخص نسبندی کراتا ہے اس کی یہ حالت نہیں ہوتی، اور خصی کرانے سے نہ صرف یہ مادہ زائل ہوتا ہے بلکہ قوتِ مردمی کا بھی ازالہ ہوجاتا ہے۔ اندریں صورت نسبندی کو خصی کرنے پر قیاس کرنا اور حمل کرنا مناسب نہیں ان میں بڑا فرق ہے۔(۱۸٤)

نسبندی کے جواز کو ثابت کرنے کے لئے یہ عجیب طریقہ اپنایا گیا، پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ خصی جماع نہیں کرسکتا کیونکہ وہ جماع کرسکتا ہے، بعض تو کہتے ہیں کہ وہ جماع میں بڑا سخت ہوتا ہے، چنانچہ علامہ محمد سعید البرہانی ''ردالمحتار'' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

۱۸۳۔ فتاویٰ فیض الرسول، ۲/۵٦۸

۱۸٤۔ مسئلہ ضبط تولید مصنفہ ابو الحسن زید فاروقی، ص ۱۲، ۱۳

لأن الخصي قد يُجامع، قيل: هو أشدُّ جماعاً، لأنه لا ينزل دفقاً بل قطرةً قطرةً (۱۸۵)

یعنی، کیونکہ خصی جماع کرسکتا ہے، کہا گیا کہ وہ جماع میں بڑا سخت ہوتا ہے، کیونکہ اسے کودنے کے ساتھ انزال نہیں ہوتا بلکہ قطرہ قطرہ کرکے انزال ہوتا ہے۔

اگر یہی بات ہے کہ خصی ہمبستری نہیں کرسکتا تو ہمارے فقہاء نے اس سے ثبوتِ نسب کا قول کرتے ہوئے کیوں لکھا:

و يثبت نسب ولده منه (۱۸٦)

یعنی، اس کے بچے کا نسب اُس سے ثابت ہوجائے گا۔

مزید یہ کہ شرع شریف میں نسبندی سے ممانعت کا مدار اس پر ہے کہ اس عمل کے ذریعے قوتِ تولید ہمیشہ کے لئے منقطع ہوجاتی ہے اس لئے ممنوع ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ جماع کرسکتا ہے یا نہیں۔

اسی طرح کوئی بھی ایسی دوائی کھانا کہ جس سے قوتِ تولید ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے جائز نہیں ہے کیونکہ علماء کرام نے آپریشن سے منع نہیں کیا بلکہ منع قوتِ تولید کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے سے کیا وہ جس طریقے سے بھی ہو بہرحال ممنوع ہے۔

(۲) نل بندی: اس میں عورت کی بیضہ دانی کی نالی کو کاٹ کر باندھ دیا جاتا ہے، اس کے بعد عورت کبھی بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتی یہ بھی اس لئے ناجائز ہے کہ اس سے ہمیشہ کے لئے بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے، چنانچہ مفتی جلال الدین امجدی لکھتے ہیں:

لیکن کسی عمل کے ذریعے ہمیشہ کے لئے قوتِ تولید ختم کردینا کسی طرح

۱۸۵۔ التعلیقات المرضیة ص۲٤٦

۱۸٦۔ التعلیقات المرضیة ص۲٤٦

جائز نہیں ہے۔(۱۸۷)

(۳) بچہ دانی نکلوا دینا: اس کا ارتکاب بہت سے لوگ ڈاکٹروں کے غلط مشورے کی بناء پر کر بیٹھتے ہیں کہ اب حمل قرار پایا تو عورت کی جان کو خطرہ ہے لہٰذا بچہ دانی ہی نکلوا دو۔ ایسا کرنا ناجائز وحرام ہے، چنانچہ مفتی محمد وقار الدین حنفی لکھتے ہیں:

آپریشن کر کے حمل کی صلاحیت کو ضائع کر دیا جائے یہ ناجائز وحرام ہے اور "مُثلہ" کے حکم میں ہے۔ مُثلہ کے معنی یہ ہیں کہ کسی عضو کو ضائع کر دینا، اس میں بھی رحم کو ضائع کر دیا جاتا ہے۔(۱۸۸)

کیونکہ اس میں بچہ پیدا کرنے کا صلاحیت ہمیشہ کے لئے ختم کرنا ہے جو کہ حرام ہے اور تینوں صورتوں میں تغیّر خلق اللہ تعالیٰ ہے اور ممنوع طور پر تغیّر خلق اللہ حرام ہے، قرآن کریم میں ہے:

﴿وَ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ (۱۸۹)

ترجمہ: (شیطان نے کہا) قسم ہے میں ضرور بہکا دوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔

اور علامہ فخر الدین رازی شافعی لکھتے ہیں: اس تغییر سے مراد آفرینش اور ساخت میں تبدیلی ہے، مُفسّرین کے "تغییر خلق اللہ" کے بارے میں دو قول ہیں: دوسرا قول یہ ہے کہ ان تمام احوال میں تغییر سے مراد جن کا تعلق ظاہر کے ساتھ ہے پھر اس میں چند

۱۸۷۔ فتاویٰ فیض الرسول، ۲/ ۵۸۰
۱۸۸۔ وقار الفتاویٰ: ۳/ ۱۲۳
۱۸۹۔ النساء: ۴/ ۱۱۹

وجوہ ہیں دوسری وجہ جو حضرت انس، شہر بن حوشب، عکرمہ، اور ابو صالح سے مروی ہے کہ

أن معنی تغییر خلق الله ههنا هو الاخصاءُ الخ (۱۹۰)

یعنی، تغییر خلق اللہ کے یہاں معنی خصی کرنے کے ہیں۔

اور امام ابو منصور محمد بن محمد ماتریدی حنفی متوفی ۳۳۳ھ نے اس آیہ کریمہ کے بارے میں اہلِ تاویل کا کلام نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال بعضهم: قوله تعالیٰ: ﴿فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ الإخصاءُ، و هو قول ابن عباس رضی الله عنهما الخ (۱۹۱)

یعنی، بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو بدل دیں گے" خصی کرنا ہے اور یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

علامہ ابو جعفر احمد بن محمد ابن النَّحّاس متوفی ۳۳۸ھ لکھتے ہیں:

قیل: یُراد به الخِصاءُ (۱۹۲)

یعنی، کہا گیا ہے کہ اس سے خصی کرنا مراد لیا گیا ہے۔

فقیہ ابو اللیث سمرقندی حنفی متوفی ۳۷۶ھ لکھتے ہیں:

قال عکرمة، هو الخصاءُ، هکذا روی عن ابن عباس و أنس بن مالک (۱۹۳)

یعنی، عکرمہ نے کہا کہ وہ خصی کرنا ہے، اسی طرح حضرت ابن عباس اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

حافظ منتخب ہمدانی متوفی ۶۴۳ھ لکھتے ہیں:

۱۹۰۔ التفسیر الکبیر للرازی، سورة النساء، الآیة: ۱۱۹، ۴/ ۲۲۳
۱۹۱۔ تأویلات أهل السُّنّة سورة النساء، الآیة: ۱۱۹، ۱/ ۵۰۴
۱۹۲۔ إعراب القرآن، سورة النساء، الآیة: ۱۱۹، ۱/ ۱۲۹
۱۹۳۔ تفسیر السمرقندی، سورة النساء، الآیة: ۱۱۹، ۱/ ۳۴۰

قیل: تغییرھم خلق اللہ: الخِصَاءُ (١٩٤)

یعنی، کہا گیا کہ اُن کی خلق اللہ میں تغییر خصی کرنا ہے۔

علامہ ابو بکر حدادیمنی حنفی متوفی ۸۰۰ھ لکھتے ہیں:

قال: عکرمہ: معناہ: فلیُغیّرنّ خلقَ اللّٰہ بالخِصاءِ و الوشمِ، و قطعِ الأذن، و فقءِ العیون (١٩٥)

یعنی، عکرمہ نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو خصی کرنے، گودنے، دانتوں کو تیز کرنے اور آنکھوں کو پھوڑنے کے ذریعے بدل دیں گے۔

قاضی ابو السعود محمد بن مصطفیٰ العمادی الحنفی متوفی ۹۸۲ھ لکھتے ہیں:

عن نھجہ صورۃً أو صفۃً، و ینتظم فیہ ما قیل من فقءِ عین الحامي، و خِصاء العبید، و الوشم، و الوشر و نحو ذلک (١٩٦)

یعنی، تبدیلی صورۃً ہو یا صفۃً اور اس میں وہ شامل ہے جو نر کی آنکھ پھوڑنے، غلاموں کو خصی کرنے، گودنے، دانتوں کو تیز کرنے وغیرہ ذالک کے بارے میں کہا گیا ہے۔

قاضی ناصر الدین عبد اللہ بن عمر بیضاوی متوفی ۶۹۱ھ (١٩٧)، علامہ سید محمود آلوسی بغدادی (١٩٨) اور قاضی ثناء اللہ عثمانی پانی پتی حنفی نقشبندی متوفی ۱۲۲۵ھ (١٩٩) لکھتے ہیں:

عن وجھہ صورۃً أو صفۃً، و یندرج فیہ، فقؤ عین الحامي و

١٩٤۔ الکتاب الفرید فی أعراب القرآن المجید، سورۃ النساء، الآیۃ: ١١٩، ٢/٣٤٥

١٩٥۔ تفسیر الحداد، سورۃ النساء، الآیۃ: ١١٩، ٢/٣٢٤

١٩٦۔ تفسیر أبی السعود، سورۃ النساء، الآیۃ: ١١٩، ٢/٣٧٥

١٩٧۔ تفسیر البیضاوی، سورۃ النساء، الآیۃ: ١١٩، ٣/٩٨

١٩٨۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ النساء، الآیۃ: ١١٩، ٥/١٩٥

١٩٩۔ تفسیر المظھری، سورۃ النساء، الآیۃ: ١١٩، ٢/٤٥٥

خصاء العبید، و الوشم و الوشیر، و المثلۃ، و اللواطۃ، و السحاق، و عبادۃ الشمس، و القمر و الحجارۃ لأنھا ما وضعت لھا، و استعمال الجوارح فیما لا لیعود علی النفس کمالاً ۔ واللفظ للمظھری

یعنی، یہ تبدیلی صورت کے اعتبار سے ہو یا حالت کے اعتبار سے، اس میں نر کی آنکھ پھوڑنا، غلاموں کو خصی کرنا، گودنا (٢٠٠)، دانتوں کو تیز کرنا، مُثلہ کرنا، لواطت، عورتوں کا آپس میں بدفعلی کرنا، سورج، چاند اور پتھروں کی پوجا کرنا مندرج ہیں کیونکہ یہ چیزیں اس کے لئے نہیں بنائی گئیں اور اعضاء اور قوتوں کو ایسے کاموں میں استعمال کرنا جو نفس کے کمال کی باعث نہ ہوں۔

اور اسی میں ہے:

﴿لا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ﴾ (٢٠١) **یعنی لا تبدلوا خلق اللہ** (٢٠٢)

یعنی، اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿لا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ﴾ کا معنی ہے خلق اللہ کو تبدیل نہ کرو۔

مندرجہ بالا تفاسیر میں خصی کرنے کو مطلقاً ''تغییر لخلق اللہ'' میں شامل کیا گیا ہے، علماء مُفسّرین، مُحدّثین اور فقہاء کی ایک بڑی جماعت نے اس مطلق سے چوپایوں کو خصی

٢٠٠۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے گودنے والیوں، گودوانے والیوں، سفید بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں کشادگی پیدا کرنے والیوں اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے، اسے امام بخاری (صحیح البخاری، برقم: ٥٩٤٣، ٤/٧٣، ٧٤) امام مسلم (صحیح مسلم برقم: ٢١٢٥) نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

٢٠١۔ الروم: ٣٠/٣٠

٢٠٢۔ تفسیر المظھری: ٢/٢٥٦

کرنا مستثنٰی قرار دیا ہے۔

چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی(۲۰۳) اور ڈاکٹر وہبہ ذ حیلی(۲۰٤) لکھتے ہیں:

وَ أما خِصاء البهائم فرخّص فيه جماعة من أهل العلم إذا قصدت فيه المنفعة أما لسمن أو غيره، و الجمهور من العلماء و جماعتهم على أنه لا بأس أن يُضحّي بالخصي، و استحسنه بعضهم إذا كان أسمن من غيره

یعنی، مگر خِصا چوپایوں میں تو اہلِ علم کی ایک جماعت نے اس کی رُخصت دی ہے جب کہ اس سے منفعت کا قصد کیا جائے، موٹاپے کے لئے یا اس کے غیر کے لئے اور جمہور علماء اور ان کی جماعت اس پر ہے کہ خصی جانور کی قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اُن کے بعض نے اسے مستحسن قرار دیا ہے جبکہ وہ غیر خصی سے موٹا ہو۔

اور حافظ منتخب ہمدانی نے لکھا:

و هو في قول أكثر أهل العلم مباح في البهائم، أرخص في ذلک الحسن(۲۰٥)

یعنی، اور وہ (یعنی خصی کرنا) اکثر اہلِ علم کے قول کے مطابق چوپایوں میں مُباح ہے، امام حسن بصری نے اس کی رُخصت دی ہے۔

اور قاضی ناصر الدین عبد اللہ بن عمر بیضاوی(۲۰٦) اور قاضی ابو السعود حنفی(۲۰۷) لکھتے ہیں:

و عموم اللفظ لمنع الخصاء مطلقاً، رخّصوا في البهائم لمكان الحاجة۔ و اللفظ لأبي السعود

۲۰۳۔ تفسير القرطبي، سورة النساء، الآية: ۱۱۹، ۳۹۰/٥/۳

۲۰٤۔ التفسير المنير، سورة النساء، الآية: ۱۱۹، ۲۹۱/۳

۲۰٥۔ الكتاب الفريد في إعراب القرآن المجيد، سورة النساء، الآية:۱۱۹، ۳٤٥/۲

۲۰٦۔ تفسير البيضاوي، سورة النساء، الآية: ۱۱۹، ۹۸/۹

۲۰۷۔ تفسير أبي السعود، سورة النساء، الآية:۱۱۹، ۳۷٥/۲

یعنی، عموم لفظ خصی کرنے سے مطلق روکنے کے لئے ہے فقہاء کرام نے چوپایوں میں حاجت کی وجہ سے (خصی کرنے کی) رخصت دی ہے۔

باقی رہا انسان کا خصی کرنا یا ہونا اس سے ممانعت کے بارے میں پہلے احادیث بیان کی جا چکی ہیں اور یہاں آیہ مذکورہ سے اس کی ممانعت کے بارے میں علماء مُفسّرین وغیرہم کی چند آراء کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اس آیت کریمہ کے تحت علامہ ابو جعفر ابن النحاس لکھتے ہیں:

أما في بني آدم فمحظورٌ (۲۰۸)

یعنی، مگر بنو آدم میں خصاء تو وہ ممنوع ہے۔

اور علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ نے لکھا:

و الخِصاء في بني آدم محظورٌ عند السلف و الخلف (۲۰۹)

یعنی، سلف و خلف کے نزدیک بنو آدم میں خِصاء ممنوع ہے۔

اور امام قرطبی (۲۱۰) اور ابو حفص عمر بن علی ابن عادل دمشقی حنبلی متوفی ۸۸۰ھ (۲۱۱) لکھتے ہیں:

و أما الخِصاء في الآدمي فمصيبة فإنه إذا خصي بطل قلبه و قوته عكس الحيوان و انقطع نسله المأمور به في قوله عليه السلام: "تَنَاكَحُوْا تَنَاسَلُوْا فَإِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ" ثم إن فيه ألماً عظيماً ربما يفضي بصاحبه إلى الهلاک فيكون فيه تضييع مال و إذهاب نفس و كلّ ذلک منهيٌ عنه۔ و اللفظ للقرطبي

یعنی، آدمی میں خِصاء ایک مصیبت ہے پس جب وہ خصی ہوتا ہے تو اس

۲۰۸۔ إعراب القرآن لابن النحاس، ۲۳۹/۱

۲۰۹۔ تفسير روح المعاني، سوة النساء الآية: ۱۱۹، ۱۹٥/٥

۲۱۰۔ تفسير القرطبي، ۳۹۱/٥/۳

۲۱۱۔ اللباب في علوم الكتاب، ۲٦/۷

کا دل اور اس کی قوت باطل ہو جاتے ہیں برعکس حیوان کے، اور اس کی
نسل منقطع ہو جاتی ہے کہ جس کا حکم نبی ﷺ کے اس فرمان میں ہے
''نکاح کرو نسل بڑھاؤ، پس میں تمہاری کثرت کی وجہ سے اُمتوں پر فخر
کروں گا'' پھر اس میں بہت درد ہے، بسا اوقات خصی کروانا ہلاکت
تک پہنچا دیتا ہے پھر مال کا ضیاع ہو جاتا ہے اور انسان دنیا سے چلا
جاتا ہے اور یہ سب ممنوع ہے۔

امام قرطبی(۲۱۲) اور ابن عادل حنبلی(۲۱۳) نے لکھا ہے کہ

ثم هذه مُثلة: و قد نهى النبي ﷺ عن المثلة

یعنی، پھر یہ (خصی کرنا) مُثلہ ہے اور نبی ﷺ نے مُثلہ سے منع فرمایا ہے۔

اور امام قرطبی لکھتے ہیں:

و لم يختلفوا أن خِصَاءَ بني آدم لا يحلّ و لا يجوز لأنه مثلة و تغيير لخلق الله تعالى، و كذلك قطع سائر أعضائهم في غير حدّ و قودٍ، قاله أبو عمر (۲۱٤)

یعنی، اور علماء کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ بنو آدم میں خصاء (یعنی
انسان کا خصی ہونا یا اُسے خصی کرنا) حلال اور جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ
مُثلہ ہے اور خلق اللہ کی تغییر ہے، اسی طرح اُن کے تمام اعضاء حدّ و
قصاص کے بغیر کاٹنا (حلال و جائز نہیں ہے) یہ ابو عمر نے کہا ہے۔

مولانا ابوالحسن زید فاروقی صاحب نے کہا کہ نسبندی کے عدمِ جواز پر مذکورہ بالا
آیت سے استدلال درست نہیں کہ اس کی تفسیر میں دو اقوال ہیں، مانعین نے ایک قول کو
لیا ہے۔ یہ درست ہے کہ مُفسّرین کے اس میں دو اقوال ہیں لیکن اس ایک قول کی بنا پر

۲۱۲۔ تفسیر القرطبی، ۳/۵/۳۹۱
۲۱۳۔ اللباب في علم الكتاب، ۷/۲٦
۲۱٤۔ تفسیر القرطبی، ۳/۵/۳۹۱

مُفسّرین کی ایک بڑی جماعت نے خصی کرنے اور خصی ہونے کو حرام قرار دیا ہے، نسبندی
اُس دور میں نہیں تھی اس لئے انہوں نے خِصاء کا ذکر کیا، نسبندی کا طریقہ ایجاد ہو چکا
ہوتا تو یقیناً اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے اسے بھی اُسی طرح حرام قرار دے
دیتے جس طرح خِصاء کو حرام قرار دیا کیونکہ دونوں سے مقصود ایک ہی ہے۔ خصاء، نسبندی
اور نل بندی مُثلہ ہے اور مُثلہ ممنوع ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں:

(۱)...... **عن سمرة بن جندبٍ، قال: مَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا نَهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ وَ أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ** (۲۱۵)

یعنی، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جب بھی خطبہ ارشاد فرمایا تو اس میں ہمیں
مُثلہ سے منع فرمایا اور ہمیں صدقہ کا حکم فرمایا۔

(۲)...... **عن الحسن، عن سمرة، قال: فَلَمَّا خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ خُطْبَةً إِلَّا أَمَرَ فِيهَا بِالصَّدَقَةِ، وَ نَهَى فِيهَا عَنِ الْمُثْلَةِ** (۲۱٦)

یعنی، امام حسن بصری سے روایت ہے وہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ بہت کم ایسا ہوا کہ نبی ﷺ نے
خطبہ ارشاد فرمایا ہو اور اس میں صدقہ کا حکم اور مُثلہ سے منع نہ فرمایا ہو۔

(۳)...... **عن سمرة بن جُندب و عمران بن حصين: قَالَا: مَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَةً إِلَّا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ، وَ نَهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ** (۲۱۷)

یعنی، حضرت سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

۲۱۵۔ المسند للإمام أحمد، برقم: ۲۰۴۸۸، ٦/۷۷٤ (۵/۲۰)
۲۱٦۔ المسند للإمام أحمد، برقم: ۲۰۳۹۸، ٦/٤۵٦ (۵/۱۲)
۲۱۷۔ المسند للإمام أحمد، برقم: ۲۰۱۵۱، ٦/٦۹۹ (٤/٤۳٦)

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی ایسا خطبہ ارشاد نہیں فرمایا جس میں ہمیں صدقہ کا حکم اور مثلہ سے منع نہ فرمایا ہو۔(اس حدیث شریف کی سند حسن ہے)

(۴)......اور امام احمد(۲۱۸) اور ابو داؤد(۲۱۹) روایت کرتے ہیں کہ ہیّاج بن عمران صحابیِ رسول ﷺ حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ میرے والد نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں اپنے غلام کو پانے پر قادر ہوا تو ضرور اس کا عُضو یعنی ہاتھ کاٹ دوں گا تو آپ نے فرمایا اپنے باپ سے کہہ دو کہ اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور اس کے عُضو کو نہ کاٹے، بے شک رسول اللہ ﷺ اپنے خطبہ میں صدقہ پر حرص دلاتے اور مُثلہ سے منع فرماتے، پھر حضرت سمرہ بن جندب تشریف لائے (میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سنن أبي داود) انہوں نے بھی اُسے یہی فرمایا۔ واللفظ لأحمد

اسی طرح امام ابو جعفر طحاوی نے "شرح معاني الآثار" عن الحسن، عن عمران بن الحصين (برقم:٥٠١٦) اور عن الحسن بن سمرة بن جندب (برقم:٥٠١٧، ٥٠١٨، ١٨٢/٣) اور "شرح مشكل الآثار" عن الحسن بن عمران بن حصين (برقم:١٨٢٠) عن الحسن عن سمرة بن جندب (برقم:١٨٢١، ٧٠/٥) میں، امام طبرانی نے "المعجم الكبير" (برقم:٦٩٤٤، و ٦٩٤٥، ٢٢٧/٧) میں كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْهى عَنِ الْمُثْلَةِ وَيَحُثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ اور أن النبي ﷺ كَانَ يَحُثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَ يَنْهى عَنِ الْمُثْلَةِ کے کلمات سے روایت کیا ہے۔

(۵) اور امام طحاوی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے یہ کلمات بھی روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهى عَنِ الْمُثْلَةِ (٢٢٠)

٢١٨۔ المسند للإمام أحمد، برقم:٢٠٠٨٦، ٦٨١/٦ (٤٢٨/٤)

٢١٩۔ سُنَن أبي داؤد، كتاب الجهاد، باب في النهي عن المثلة برقم:٢٦٦٧، ٨٤/٣، ٨٥

٢٢٠۔ شرح معاني الآثار، برقم:٥٠٢٠، ١٨٣/٣

یعنی، نبی ﷺ نے مُثلہ سے نہی فرمائی ہے۔

اور حدیث شریف میں واقع "مُثلہ" کے معنی بارے میں ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

فيه "أنه نهى عن المثلة" يُقال: مثلت بالحيوان أمثُل به مَثْلاً إذ قطعتَ أطرافه و شوّهتَ به، و مثّلتُ بالقتيل، إذا جَدَعْتَ أنفَه أو أذُنَه، أو مذاكيرَه أو شيئًا من أطرافه، والاسم: المثلة (٢٢١)

یعنی، اس میں حدیث شریف ہے کہ "نبی ﷺ نے مُثلہ سے منع فرمایا" عرب لوگ مثلتُ بالحيوان أمثل به مثلاً اس وقت بولتے تھے کہ جب جانور کے اعضاء کاٹ دیئے جائیں اور اُسے بدشکل بنا دیا جائے اور "مثّلت بالقتيل" اس وقت بولتے جب مقتول کے ناک یا کان یا اعضاء تناسل یا اس کے اعضاء میں سے کچھ کاٹ دے اور اسم "مُثلہ" ہے۔

اور علامہ ابن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

"ونهى عن المثلة": وهو الفعل الشنيع، يقال مَثَلَ به يمثُلُ مَثْلاً، وكان تمثل مأخوذ من المَثْل لأنه إذا شبع في عقوبته جعله مثلاً (٢٢٢)

یعنی، "نبی ﷺ نے مُثلہ سے نہی فرمائی" اور یہ ایک بُرا فعل ہے کہا جاتا ہے کہ "مثل به يمثُلُ مَثْلاً" گویا کہ مَثَلَ مَثْل سے ماخوذ ہے کیونکہ وہ اُسے خوب سزا دے لے اور اُسے بدشکل بنا دے (تو عرب لوگ یہ جملہ بولتے ہیں)۔

اور تغییرِ خلق اللہ میں وہ تصرّفات شامل نہیں ہیں جن کی قرآن و سنّت سے اجازت

٢٢١۔ النِّهاية في غريب الحديث:٢٥١/٤

٢٢٢۔ غريبُ الحديث لابن الجوزي، ٣٤٢/٢

ہے اور جن کے اچھے فوائد ہیں اور قرآن وسنّت میں اُن سے نہی وارد نہیں ہوئی اور فقہاء کرام نے ان کی رُخصت دی ہے، چنانچہ علامہ محمد طاہر ابن عاشور نے لکھا:

و ليس من تغيير خلق اللّٰه التصرّف في المخلوقات بما أذن اللّٰه فيه و ما يدخل في معنى الحسن، فإن الختان من تغيير خلق و لكنّه لفوائد صحيّة، و كذلك حلق الشعر لفائدة دفع بعض الأضرار، و تقليم الأظفار لفائدة تيسير العمل بالأيدي و كذلك ثقب لآذان النساء لوضع الأقراط الخ (٢٢٣)

یعنی مخلوقات میں ایسا تصرف کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے اِذن عطا فرمایا ہے اور وہ تصرّف کہ جو اچھے معنی میں داخل ہے تغییر خلق سے نہیں ہے، پس ختنہ کرنا (بظاہر) تغییر خلق اللہ سے ہے لیکن وہ فوائد صحیّہ کے لئے ہے، اسی طرح بال منڈوانا کسی ضرر کے دفع کرنے کے لئے ہے اور ناخن تراشنا ہاتھوں سے کام میں آسانی حاصل کرنے کے فائدے کے لئے ہے اسی طرح عورتوں کے کانوں میں سوراخ کرنا بالیوں (وغیرہ) کے لئے ہے۔

اور علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

و خصّ من تغيير خلق اللّٰه تعالىٰ الختان، ...... و خضب اللّحية و قصّ ما زاد على السنّة و نحو ذلك (٢٢٤)

یعنی تغییر خلق اللہ ختنہ کرانے کو......اور داڑھی رنگنے کو اور اُسے سنّت سے زائد کاٹنے وغیر ذالک کو خاص کیا ہے۔

٢٢٣۔ تفسیر ابن عاشور، سورة النساء، الآية: ١١٩، ٢٥٨/٤

٢٢٤۔ تفسیر روح المعاني، سورة النساء، الآية: ١١٩، ١٩٠/٥

۲۔ضبطِ تولید کے مباح طریقے

فی زمانہ ضبطِ تولید کے متعدّد طریقے اختیار کئے جاتے ہیں، ضرورت پائے جانے کے وقت جو بھی طریقہ اپنایا جائے اس میں دو اصول مدِّ نظر رکھنا ضروری ہیں کہ (۱) نظریہ فاسد نہ ہو یعنی خشیتِ افلاس اور لڑکیوں کی پیدائش سے احتراز کی نیت نہ ہو اور اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے، (۲) وہ وقتی اور عارضی ہو اس سے قوتِ تولید ہمیشہ کے لئے ختم نہ ہو، چنانچہ مفتی جلال الدین امجدی حنفی لکھتے ہیں:

کسی جائز مقصد کے پیشِ نظر ضبطِ تولید کے لئے کوئی دوا یا ربڑ کی تھیلی استعمال کرنا جائز ہے لیکن کسی عمل کے ذریعے قوتِ تولید ہمیشہ کے لئے ختم کرنا کسی طرح جائز نہیں۔(۲۲۵)

اور مفتی محمد وقار الدین حنفی لکھتے ہیں:

ایسی دوائیں استعمال کی جائیں کہ جب تک دوا کا استعمال جاری رہے گی، حمل قرار نہیں پائے گا اور جب دوا بند کر دی جائے تو حمل قرار پا سکتا ہو۔(۲۲۶)

اور ہمارے علم کے مطابق استقرارِ حمل کو روکنے کے لئے عارضی طریقے درج ذیل ہیں:

۱۔ گولیاں کھانا:

یہ غالباً تیس عدد گولیاں جن میں اکیس عدد سفید رنگ کی اور سات عدد بھورے رنگ کی ہوتی ہیں اور ڈاکٹر حضرات عورت کو ماہواری کے پہلے روز سے لگاتار استعمال کرواتے ہیں اور انہیں ہر ماہ مسلسل استعمال کرنا ہوتا ہے۔

۲۔ نارپلانٹ:

یہ چھ عدد کیپسول کھال کے نیچے بازوں پر لگاتے ہیں، بقول ڈاکٹر حضرات کے

٢٢٥۔ فتاویٰ فیض الرسول، کتاب الحظر و الاباحة، ٥٨٠/٢

٢٢٦۔ وقار الفتاویٰ، کتاب النکاح، ١٢٤/٣، ١٢٥

اس کے اثرات پانچ سال تک رہتے ہیں لیکن کیپسول نکالنے کے بعد عورت فوراً حاملہ ہو سکتی ہے۔

۳۔ انجکشن لگوانا:

اور انجکشن دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو ہر دو ماہ بعد لگوایا جاتا ہے، اور (۲) دوسرا وہ جو ہر تین ماہ بعد لگوایا جاتا ہے۔

۴۔ کاپرٹی:

یہ کوئی ایسی چیز ہے جسے عورت کے رحم میں رکھتے ہیں جو دس سال تک رحم میں رہ سکتی ہے، اس کے بعد اسے تبدیل کرنا پڑتا ہے گویا یہ دس سال تک حمل نہ ٹھہرنے میں مؤثر ہے لیکن اس کے بعد یا اس کے نکلوانے کے بعد عورت حاملہ ہو سکتی ہے۔

۵۔ ملٹی لوڈ:

یہ ایک قسم کی نرم اور چھوٹی ٹیوب ہے جو ماہواری کے دوران بچہ دانی میں رکھتے ہیں اور یہ طریقہ پانچ سال تک مؤثر ہوتا ہے، اس مدت کے بعد یا اس کو نکلوانے کے بعد استقرارِ حمل ہو سکتا ہے۔

۶۔ کنڈوم:

یہ غبارہ یا لیدر ہے جسے مرد اپنے عضوِ تناسل میں پہن کر صحبت کرتا ہے تو مرد و عورت کے مادۂ تولید آپس میں مل نہیں پاتے جس کی وجہ سے استقرارِ حمل نہیں ہو پاتا۔

گولیوں، انجکشن اور نارپلانٹ وغیرہا کے ذریعے وقتی طور پر استقرارِ حمل ہوتا ہے اور کاپرٹی، ملٹی لوڈ، رنگ وغیرہا کے ذریعے رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے، یہ تمام صورتیں اگرچہ شرعاً جائز ہیں مگر طبی لحاظ سے مُضر اور نقصان دہ ضرور ہیں۔

اور عزل (یعنی صحبت کے وقت اپنا مادہ منویہ باہر خارج کرنا) اور کنڈوم (غبارے)

کا استعمال کہ جس میں مادہ منویہ رحم میں داخل نہ ہو دونوں سے مقصود ایک ہی ہے کہ استقرارِ حمل سے روکتا ہے اور اُن میں طبی لحاظ سے نقصان و ضرر بہت کم ہے۔ (۲۲۷)

لیکن یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اولاد عطا فرمانا چاہے تو ساری کی ساری تدبیریں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اور اولاد پیدا ہو جاتی ہے اور مشاہدہ ہے کہ کبھی کبھار گولیاں وغیرہا مانعِ حمل ادویات کے استعمال کے باوجود بھی حمل ٹھہر جاتا ہے اور کبھی رحم کا منہ بند کرنے کے طریقے اختیار کرنے کے باوجود مادہ منورہ کے قطرے رحم میں داخل ہو جاتے ہیں پھر لوگوں کو سنا گیا ہے کہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ دوائی استعمال کی، ہم نے انجکشن لگوائے پھر بھی حمل ٹھہر گیا اور بعض اوقات کنڈوم (غبارہ) پھٹ جاتا ہے اور قطرے رحم میں چلے جاتے ہیں اور عزل کرتے کرتے کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ آدمی سے اپنے عضوِ تناسل کو نکالنے میں معمولی تاخیر ہو جاتی ہے اور مادہ منویہ رحم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے مُخبِر صادق ﷺ نے فرمایا:

”مَا كَتَبَ اللّٰهُ خَلْقَ نَسَمَةٍ هِيَ كَائِنَةٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَتَكُوْنُ“ (۲۲۸)

یعنی، قیامت تک اللہ تعالیٰ نے جس روح کو پیدا کرنے کے بارے میں لکھ دیا ہے وہ پیدا ہو کر ہی رہے گی۔

اور فرمایا:

وَ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ (۲۲۹)

یعنی، جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہے تو اُسے کوئی چیز روک نہیں

۲۲۷۔ ضبطِ تولید کی صورتوں کے بارے میں تفصیل کے لئے ”مفید مشورہ جناح ہسپتال بہبودِ آبادی“ ”چابی“ نامی کیسٹ یا حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب اعظمی کا تحریر کردہ رسالہ ”برتھ کنٹرول کی شرعی حیثیت“ کا مطالعہ کیجئے۔

۲۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب حکم العزل، برقم:۱۲۵ (۱۴۳۸)، ص ۵۴۰

۲۲۹۔ صحیح مسلم، برقم:۱۳۳ (۱۴۳۸)، ص ۵۴۱

سکتی۔

لہٰذا جب وہ مالک پیدا کرنا چاہتا ہے تو دوائیں کھانے کے باوجود اثر نہیں کرتیں، رحم کا منہ بند کرنے والی صورتیں بیکار ہو جاتی ہیں، کنڈوم پھٹ جاتے ہیں، عزل کی تدبیر بھی کام نہیں آتی۔

ایک شخص نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی باندی سے عزل کرنے کا ذکر کیا (یعنی اس کا حکم دریافت کیا) تو حضور ﷺ نے فرمایا:

اگر چاہو تو اس سے عزل کرلو جو تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہے گا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا:

اللہ تعالیٰ جس چیز کو پیدا کرنا چاہے تیرا عزل کرنا اُسے روک نہیں سکتا۔

کچھ دنوں بعد وہ شخص آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! جس باندی کا میں نے ذکر کیا تھا وہ حاملہ ہوگئی تو حضور ﷺ نے فرمایا:

میں نے تم سے کہا کہ جو تقدیر میں ہونے والا ہے وہ ہو جائے گا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ سُن کر فرمایا:

میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔(۲۳۰)

بہر حال تدبیر سے منع نہیں ہے تدبیر انسان کرتا ہے اور ہوتا وہی ہے جو تقدیر میں ہے اگر ایسی تدبیر کرنا منع ہوتا کہ جس سے استقرارِ حمل نہ ہو تو نبی ﷺ اس سے روک دیتے، آپ ﷺ نے روکا نہیں بلکہ فرمایا:

"اِعْزِلْ عَنْهَا اِنْ شِئْتَ" (۲۳۱)

یعنی، اگر تم چاہو تو اس سے عزل کرلو۔

اور یہ کلمات بھی ایک روایت میں مذکور ہیں:

۲۳۰۔ صحیح مسلم برقم:۱۳۴۔۱۳۵ (۱۴۳۹)، ص ۵۴۱

۲۳۱۔ صحیح مسلم برقم:۱۳۴ (۱۴۳۹)

"اِصْنَعُوْا مَا بَدَالَكُمْ" (۲۳۲)

یعنی تم وہ کرو جو تمہیں بہتر لگے یا تمہارے لئے ظاہر ہو۔

ضبطِ تولید اللہ عزّ وجلّ کی رزّاقیت کے خلاف نہیں

جس طرح روزی کے حصول کے لئے ذرائع اور اسباب اختیار کرنا اللہ عزّ وجلّ کی رزّاقیت پر بھروسے کے خلاف نہیں، اور مستقبل کے لئے پونجی جمع رکھنا اس کی رزّاقیت پر توکّل کے خلاف نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (۲۳۳)

ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ (کنزالایمان)

اسی طرح صالح نظریے اور صالح ضرورت کے پائے جانے کے وقت ضبطِ تولید بھی اللہ تعالیٰ کی رزّاقیت پر توکّل کے خلاف نہیں، صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عزل کرنا سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے، اور ان متوکّلین صادقین کے بارے میں کوئی مسلمان یہ سوچنے کی جسارت بھی نہیں کرسکتا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی رزّاقیت پر بھروسہ نہ تھا۔

ضبطِ تولید تقدیر پر ایمان کے خلاف نہیں

جیسے ہم بیمار ہو جائیں تو علاج کرواتے ہیں، پریشانی ہو تو دعا کرتے ہیں حالانکہ ہمارا ایمان ہے کہ ہوگا وہی جو تقدیر میں ہے، ہماری تقدیر میں صحت نہیں ہے تو لاکھ علاج کروانے سے بھی مرض نہیں جائے گا، پریشانی ہمارا مقدر ہے تو ہزار ہا دعاؤں سے بھی وہ پریشانی دُور نہیں ہوگی، باوجود اس کے علاج بھی کرواتے ہیں اور اپنے مصائب اور پریشانیوں میں اللہ عزّ وجلّ کی بارگاہ میں دعا بھی کرتے ہیں۔ تو جس طرح بیماری میں

۲۳۲۔ المسند للإمام أحمد، برقم:۱۱۴۵۸، ۱۲۱/۴، ۱۲۲ (۴۷/۳)

۲۳۳۔ هود:۶/۱۱

ہمارا علاج کروانا اور پریشانیوں میں دعائیں کرنا تقدیر پر ایمان کے خلاف نہیں اسی طرح ضرورت ہو تو ضبطِ تولید کرنا بھی تقدیر پر ایمان کے خلاف نہیں ہے، یہ بھی دیگر تدابیر کی طرح ایک تدبیر ہے اور یہ تدبیر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بھی منقول ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا تو کیا کوئی مسلمان یہ جرأت کر سکتا ہے کہ وہ اُن نفوسِ قدسیہ کے بارے میں کہے کہ معاذ اللہ! انہیں تقدیر پر ایمان نہ تھا، جیسا مضبوط ایمان ان کا تھا قیامت تک کسی کا نہ ہوگا اور پھر تقدیر پر تکیہ کرتے ہوئے تدبیر کو ترک کرنا اسلام نے مذموم قرار دیا ہے۔

ضبطِ تولید کی ترغیب

بعض لوگ اگرچہ اس کی ترغیب کو اچھا جانتے ہیں اس میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے لیکن اگر اس باب میں وارد احادیث و آثار پر غور کریں تو انہیں اپنے اس نظریے پر شرمندہ ہونا پڑے گا کیونکہ نبی ﷺ کی بارگاہ میں جب بھی یہ سوال ہوا تو آپ نے جواب میں جو کلمات ارشاد فرمائے اور وہ ہم تک بروایاتِ صحیحہ پہنچے وہ مندرجہ ذیل ہے:

"لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوْا" (٢٣٤)

"مَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَا تَفْعَلُوْا" (٢٣٥)

٢٣٤۔ صحیح مسلم، برقم: ١٢٥، ١٢٨ (١٤٣٨)، ص ٥٤٠

أیضاً صحیح البخاری، برقم: ٢٢٢٩

أیضاً السُّنَنُ الکُبریٰ للنسائی، برقم: ٥٤٨٦۔ ٢

أیضاً سُنَن المجتبیٰ، برقم: ٣٣٢٧

أیضاً المُسْنَد برقم: ١١٦٦٨، ١٧١/٤ (٦٨/٣) و برقم: ١١٧٠٨، ١٨١/٤ (٧٢/٣)

أیضاً السُّنَن الکُبریٰ للبیهقی، برقم: ١٤٣٠، ٣٧٤/٧۔

أیضاً تقریب البُغیة برقم: ٢١٦٣، ٢٤٩/٢

٢٣٥۔ المُسْنَد للإمام أحمد، برقم: ١١٦٧٠، ١٧١/٤، ١٧٢ (٦٨/٣)

أیضاً السُّنَن الکُبریٰ للبیهقی، برقم: ١٤٣٠٨، ٣٧٤/٧

أیضاً جامع المَسَانید و السُّنَن، برقم: ٤٣٢، ٤٣٣، ٢٠٣/٣٣

یعنی، نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔

"لَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَا تَفْعَلُوْا ذَاكُمْ" (٢٣٦)

یعنی، ایسا نہ کرو تو کیا حرج ہے یا کوئی حرج نہیں۔

علامہ ابو الحسن کبیر سندھی حنفی "لا علیکم" کے تحت لکھتے ہیں:

اس میں اشارہ ہے ترکِ عزل احسن ہے۔ (٢٣٧)

"لِمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ؟" (٢٣٨)

یعنی تم میں سے کوئی ایسا کیوں کرتا ہے؟

"لِمَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ؟" (٢٣٩)

یعنی تم ایسا کیوں کرتے ہو؟

"وَ إِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ، إِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ، إِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ؟ (٢٤٠)

یعنی تم ضرور کرو گے، تم ضرور کرو گے تم ضرور کرو گے؟

"إِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ ذٰلِكُمْ، لَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَا تَفْعَلُوْا ذٰلِكُمْ" (٢٤١)

"أَوْ تَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ؟ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوْا" (٢٤٢)

٢٣٦۔ صحیح مسلم برقم: ١٢٩، ١٣٠ (١٤٣٨)، ص ٥٤٠

٢٣٧۔ المسند للإمام أحمد، برقم: ١١٤٥٨، ١٢١/٤، ١٢٢ (٤٧/٣)

٢٣٨۔ صحیح مسلم برقم: ١٣٢ (١٤٣٨)، ص ٥٤١

أیضاً سُنَن أبی داؤد، برقم: ٢١٧٠، ٤٣٠/٢

أیضاً سُنَن الترمذی، برقم: ١١٣٨، ٢٠٨/٢، ٢٠٩

أیضا السُّنَنُ الکُبریٰ للبیهقی، برقم: ١٤٣٠٧، ٣٧٣/٧

٢٣٩۔ صحیح مسلم برقم: ١٤٣ (١٤٤٣)، ص ٥٤٢، ٥٤٣

٢٤٠۔ صحیح مسلم برقم: ١٢٧ (١٤٣٨)، ص ٥٤٠

أیضاً السُّنَنُ الکُبریٰ، برقم: ١٤٣٠٩، ٣٧٤/٧

٢٤١۔ المسند برقم: ١١٨٦١، ٢٢٢/٤، (٨٨/٣)

أیضاً جامع المَسَانید و السُّنَن، برقم: ٤٣١، ٢٠٣/٣٣

٢٤٢۔ جامع المسانید و السنن، برقم: ٥٢٣، ٥٤٥/٣٣

یعنی، کیا تم ایسا کرو گے؟ نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔

"أَنْتَ تَخْلُقُهُ؟ أَنْتَ تَرْزُقُهُ؟" (۲۴۳)

یعنی تم اسے پیدا کرو گے؟ تم اسے کھلاؤ گے؟۔

اِن اور اِن کی مثل ارشادات سے یہی واضح ہوتا ہے کہ عزل (یا ضبطِ تولید) اسلام میں مرغوب امر نہیں ہے یہ تو بعض صحابہ کرام نے اپنی ضرورت وحاجت پیش کر کے نبی ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اُسے ان کے لئے:

"اَعْزِلْ إِنْ شِئْتَ" (۲۴۴)

یعنی، اگر تم چاہو تو اس سے عزل کرو۔

اور

"اِصْنَعُوْا مَا بَدَالَكُمْ" (۲۴۵)

یعنی تم وہ کرو جو تمہیں بہتر لگے۔

کے کلمات ارشاد فرما کر مُباح فرمایا، انہیں رُخصت عطا کی، پھر اس کی اباحت میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مابین بھی اختلاف رہا، اور بعض اسے ناپسندیدہ امر قرار دیتے تھے جیسے حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم وغیرھم۔ اگر چہ وہ اسے ناجائز و حرام قرار نہیں دیتے تھے جیسا کہ آثارِ صحابہ سے واضح ہے اور ائمہ مجتہدین نے اسے بیوی کی اجازت کے ساتھ مشروط جائز قرار دیا لیکن بعض نے مکروہ کہا۔

اگر کوئی یہ سوچے کہ ایک چیز مُباح ہو اور ناپسندیدہ بھی ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایسے ہے جیسے طلاق کہ ایک مُباح امر بھی ہے اور ناپسندیدہ بھی جب کہ

۲۴۳۔ المُسْنَد، برقم:۱۱۵۲۳، ۳۷/۴ (۵۳/۳)، برقم:۱۱۱۹۳۱، ۲۳۹/۴ (۹۶/۳)
أيضاً جامع المَسَانِيد و السُّنَن، برقم:۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۶۰/۳۳

۲۴۴۔ صحيح مسلم، برقم:۱۳۴ (۱۴۳۹)، ص ۵۴۱
أيضاً سُنَن أبي داوٗد، برقم:۲۱۷۳، ۴۳۱/۲، ۴۳۲

۲۴۵۔ المُسْنَد للإمام أحمد، برقم:۱۱۴۵۸، ۱۲۱/۴، ۱۲۲ (۴۷/۳)

بلاوجہ ہو کہ اس کے بارے میں صریح حدیث موجود ہے:

أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ" (۲۲۶)

یعنی، حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔

اور اسی عمل کے بارے میں احادیث میں ''زندہ درگور کرنا'' مذکور ہے اگر چہ صحابہ، تابعین و ائمہ مجتہدین و مُحدّثین اس کے برخلاف اسے جائز کہتے ہیں اور علماء، فقہاء و مُحدّثین نے اس حدیث کے متعدد جوابات دیے ہیں۔

لہٰذا اس عمل کی طرف رغبت دلانا درست نہیں کیونکہ یہ رُخصت ہے اور رُخصتوں کی ترویج اور ان کی ترغیب ان کی منشاء کے خلاف ہے۔

اعتراض: ابن حزم ظاہری نے حدیث جذامہ بنت وہب سے استدلال کرتے ہوئے عزل (یا ضبطِ تولید) کو حرام قرار دیا ہے۔(۲۴۷)

جواب: اور حدیثِ جذامہ (ان کے نام میں اختلاف ہے، بعض نے دال مہملہ کے ساتھ ''جدامہ'' کہا اور بعض نے ذال معجمہ کے ساتھ ''جذامہ'' کہا) بنت وہب رضی اللہ عنہا یہ ہے کہ امام مسلم (۲۴۸) نے حدیث ابی الاسود از عروہ از عائشہ از جذامہ بنت وہب اُختِ عکاشہ روایت کیا:

حَضَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ أُنَاسٍ ...... الحديث، و فيه: ثُمَّ سَأَلُوْهُ عَنِ الْعَزْلِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "ذٰلِكَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ" ۔و اللفظ لمسلم (۲۴۹)

۲۴۶۔ سُنَن أبي داوٗد، كتاب الطلاق، باب كراهية الطلاق، برقم:۲۱۷۷، ۴۳۸/۲

۲۴۷۔ فتح الباري، كتاب النكاح، باب العزل، برقم:۵۲۱۰، ۳۸۵/۹

۲۴۸۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب تحريم وطء الحامل المَسْبِيَّة برقم:۱۴۱ (۱۴۴۲)

۲۴۹۔ امام مسلم کے علاوہ حدیثِ جُدامہ کو امام ابوداؤد نے اپنی "سُنَن" (کتاب، باب، برقم:۳۸۸۲) میں، امام نسائی نے "سُنَن المجتبىٰ" (کتاب النکاح، باب الغِيلة برقم:۳۳۲۶، ۷۹/۶/۳) میں روایت کیا لیکن امام نسائی کی روایت میں عزل کا ذکر نہیں ہے۔

امام بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں اس حدیث سے ابراہیم نخعی، سالم بن عبداللہ، اسود بن یزید اور طاؤس نے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ عزل مکروہ ہے کیونکہ نبی ﷺ عزل کو زندہ درگور کرنا فرمایا، فرق صرف یہ ہے کہ یہ خفی ہے، کیونکہ جو شخص اپنی بیوی سے عزل کرتا ہے اور اولاد سے احتراز کے لئے کرتا ہے اس لئے اس کا نام ''مؤدۃ صُغریٰ'' (زندہ درگور کرنا صُغریٰ) رکھا گیا اور زندہ درگور کُبریٰ یہ ہے کہ لڑکی کو زندہ دفن کر دیا جائے، زمانہ جاہلیت میں جب کسی کے ہاں بچی پیدا ہو جاتی تو اُسے زندہ مٹی میں دفن کر دیتے۔(۲۵۰)

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں یہ حدیث (جذامہ بنت وہب) ان دو حدیثوں کے معارض ہے جن کی ترمذی (۲۵۱) اور نسائی نے بسند صحیح تخریج فرمائی ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

كَانَتْ لَنَا جَوَارِیْ، وَ كُنَّا نَعْزِلُ، فَقَالَتِ الْيَهُوْدُ: إِنَّ تِلْكَ الْمَوؤُوْدَةُ الصُّغْرٰى، فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: "كَذَبَتِ الْيَهُوْدُ، لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَهُ لَمْ تَسْتَطِعْ رَدَّهُ"

یعنی، ہمارے پاس باندیاں تھیں ہم اُن سے عزل کرتے تھے تو یہود نے کہا یہ چھوٹا زندہ درگور کرنا (یعنی حکماً زندہ درگور کرنا) ہے، اور رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہود جھوٹ بولتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ بچہ پیدا فرمانا چاہے تو تم اُسے روک نہیں سکتے''۔

اور امام ترمذی فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت عمر، براء، ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں۔

۲۵۰۔ عمدۃ القاری، کتاب النکاح، باب العزل، برقم:۵۲۰۸، ۱۸۲/۱۴

۲۵۱۔ سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی العزل، برقم:۱۱۳۶، ۲۰۸/۲

اور ''سنن نسائی'' میں ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت ہے اور یہ طُرق ہیں جو ایک دوسرے کو قوی کرتے ہیں۔(۲۵۲)

امام ابو داؤد (۲۵۳) اور امام نسائی (۲۵۴)، امام احمد (۲۵۵) اور امام بیہقی (۲۵۶) روایت کرتے ہیں:

عن أبي سعيد الخدري قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ إِنَّ لِيْ وَلِيْدَةً وَ أَنَا أَعْزِلُ عَنْهَا، وَ أَنَا أُرِيْدُ مَا يُرِيْدُ الرَّجُلُ، وَ إِنَّ الْيَهُوْدَ زَعَمُوْا أَنَّ الْمَوْءُوْدَةُ الصُّغْرٰى الْعَزْلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "كَذَبَتْ يَهُوْدُ، لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَخْلُقَهُ لَمْ تَسْتَطِعْ أَحَدٌ أَنْ يَصْرِفَهُ"۔ واللفظ للنسائي (۲۵۷)

یعنی، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی بارگاہ میں آیا، عرض کرنے لگا کہ میری ایک باندی ہے میں اس سے عزل کرتا ہوں، میں بھی وہی چاہتا ہوں جو ایک مرد چاہتا ہے اور یہود کا خیال ہے کہ حکماً زندہ درگور (یعنی دفن) کرنا عزل ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہود جھوٹ بولتے ہیں، بے شک اللہ جب اُسے پیدا کرنے کا ارادہ فرمائے تو کسی میں طاقت نہیں کہ اُسے اس کے ارادے سے پھیر سکے''۔

۲۵۲۔ فتح الباری، کتاب النکاح، باب العزل، ۳۸۵/۹

۲۵۳۔ سُنن أبي داؤد، کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، برقم:۲۱۷۱، ۴۳۰/۲، ۴۳۱

۲۵۴۔ سُنَن الکُبریٰ للنسائی، کتاب عشرۃ النساء، باب العزل و ذکر اختلاف الناقلین للخبر ذلك، برقم:۹۰۷۹، ۳۴۱/۵

۲۵۵۔ المسند للإمام أحمد، برقم:۱۱۴۹۷، ۱۳۰/۴ (۵۱/۳)

۲۵۶۔ السُّنَن الکُبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب العزل، برقم:۱۴۳۱۴، ۳۷۵/۷

۲۵۷۔ جامع المَسَانید و السُّنَن، مسند أبي سعید الخدری رضي الله عنه برقم:۲۳۰، ۱۰۹/۳

امام احمد کی حضرت ابو سعید سے دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ: "کَذَبَتِ الْیَهُوْدُ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ یَخْلُقَهُ لَمْ تَسْتَطِعْ أَنْ تَرُدَّهُ" (۲۵۸)

یعنی، نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہود جھوٹ بولتے ہیں جب اللہ تعالیٰ بچے کو پیدا کرنا چاہے تو تم میں طاقت نہیں کہ تم اُسے روک سکو''۔

بزار کی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ الْیَهُوْدَ یَقُوْلُوْنَ: إِنَّ الْعَزْلَ الْمَوْءُوْدَةُ الصُّغْرٰی، فَقَالَ: "کَذَبَتِ یَهُوْدُ"

یعنی، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یہود کہتے ہیں کہ عزل حکماً زندہ درگور (یعنی دفن) کرنا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہود جھوٹ بولتے ہیں''۔

علامہ ہیثمی لکھتے ہیں کہ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس میں موسیٰ بن وردان ہے اور وہ ثقہ ہے اور اُسے ضعیف (بھی) قرار دیا گیا ہے اور اس کے بقیہ رجال ثقات ہیں۔(۲۵۹)

اور بزار کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے:

أَنَّ الْیَهُوْدَ کَانَتْ تَقُوْلُ: إِنَّ الْعَزْلَ هُوَ الْمَوْءُوْدَةُ الصُّغْرٰی، فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ ﷺ، فَقَالَ: "کَذَبَتْ یَهُوْدُ"

۲۵۸۔ المُسْنَد للإمام أحمد، برقم:۱۱۵۲۲، ۱۳۶/۴ (۵۳/۳)
أیضاً جامع المَسَانید و السُّنَن، مسند أبی سعید الخدری رضی الله عنه، برقم:۲۲۹، ۱۰۸/۳۳، ۱۰۹

۲۵۹۔ مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، برقم:۷۵۸۲، ۳۹۰/۴
أیضا جامع المَسَانید و السُّنَن، مسند أبی سعید الخدری رضی الله عنه، برقم:۱۱۱۸، ۵۱۳/۳۳

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہود کہتے تھے کہ عزل حکماً زندہ درگور (یعنی دفن) کرنا ہے، تو یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہود جھوٹ بولتے ہیں''۔

علامہ ہیثمی لکھتے ہیں اسے بزار نے روایت کیا ہے اس کے تمام رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے اسماعیل بن مسعود کے اور وہ ثقہ ہیں۔(۲۶۰)

اور اس روایت کو علامہ ابن کثیر نے بھی نقل کیا ہے۔(۲۶۱)

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: عَنِ الْعَزْلِ؟ قَالُوْا: إِنَّ الْیَهُوْدَ تَزْعَمُ الْمَوْءُوْدَةُ الصُّغْرٰی، فَقَالَ: کَذَبَتِ الْیَهُوْدُ" و اللفظ للبیهقی (۲۶۲)

یعنی، فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے عزل کا حکم دریافت کیا گیا اور کہا گیا کہ یہود گمان کرتے ہیں کہ یہ حکماً زندہ درگور (یعنی دفن) کرنا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہود نے جھوٹ بولا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے عزل کی ''مَوْءُودۃ صغریٰ'' قرار دیا، علامہ ہیثمی لکھتے ہیں کہ آپ نے اس سے رجوع فرمالیا تھا۔(۲۶۳)

کیونکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے عزل کرنے کی روایت بھی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، علامہ ہیثمی نے لکھا کہ اس کو ابو یعلی نے روایت

۲۶۰۔ مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، برقم:۷۵۸۱، ۳۹۰/۴

۲۶۱۔ تتمه جامع المَسَانید و السُّنَن، مسند أبی هریرة رضی الله عنه برقم:۵۵۵۷۔ ۱۰۳۱، ۳۸۱/۳

۲۶۲۔ السُّنَن الکُبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب العزل، رقم:۱۴۳۱۵، ۳۷۵/۷
أیضاً عملة القاری، کتاب النکاح، باب العزل، برقم:۵۲۰۸، ۱۸۲/۱۴

۲۶۳۔ مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، برقم:۷۵۸۳، ۳۹۰/۴

کیا ہے اور اس کے رواۃ ثقات ہیں۔(۲۶۴)

اور امام بیہقی نے حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے عزل کی کراہت روایت کرنے کے بعد لکھا:

رَوَیْنَا عنهما الإباحةَ (۲۶۵)

یعنی، ہم نے ان دونوں سے اباحت روایت کی ہے۔

اور اس میں موسیٰ بن وردان ہے اور وہ ثقہ ہے اور اُسے ضعیف (بھی) قرار دیا گیا ہے اور اس کے بقیہ رجال ثقات ہیں۔(۲۶۶)

اور امام بیہقی لکھتے ہیں کہ عزل کی اباحت عوام الصحابہ رضی اللہ عنہم سے (بھی) مروی ہے۔(۲۶۷)

اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی تائید جلیل القدر صحابہ کی ایک جماعت کا مندرجہ ذیل مباحثہ بھی کرتا ہے چنانچہ امام ابو یعلی وغیرہ نے عبید بن رفاعہ عن أبیہ سے مسنداً روایت کیا کہ:

جَلَسَ إِلَيَّ عُمَرُ وَ عَلِيٌّ وَ الزُّبَيْرُ وَ سَعْدٌ فِي نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَتَذَاكَرُوا الْعَزْلَ، فَقَالُوْا: لَا بَأْسَ بِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، إِنَّهُمْ يَزْعَمُوْنَ أَنَّهَا الْمَوْءُ وْدَةُ الصُّغْرٰى، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَا تَكُوْنُ مَوْءُ وْدَةٌ حَتّٰى تَمُرَّ عَلَيْهَا التَّارَاتُ السَّبْعُ: حَتّٰى تَكُوْنَ سَلَالَةٌ مِنْ طِيْنٍ، ثُمَّ تَكُوْنَ نُطْفَةً، ثُمَّ تَكُوْنَ عَلَقَةً، ثُمَّ تَكُوْنَ مُضْغَةً، ثُمَّ تَكُوْنَ عِظَامًا، ثُمَّ تَكُوْنَ لَحْمًا، ثُمَّ تَكُوْنَ

۲۶۴۔ مجمع الزوائد، برقم:۷۵۸۴، ۴/۳۹۰، ۳۹۱

۲۶۵۔ السُّنَن الکبریٰ للبیهقی، ۷/۳۷۷

۲۶۶۔ مجمع الزوائد، کتاب النکاح، باب ما جاء فی العزل، برقم:۷۵۸۲، ۴/۳۹۰

۲۶۷۔ السُّنَن الکبریٰ للبیهقی، ۷/۳۷۴

خَلْقًا آخَرَ، فَقَالَ عُمَرُ: صَدَقْتَ، أَطَالَ اللّٰهُ بَقَائَكَ (۲۶۸)

یعنی، حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے پاس حضرت عمر، علی، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت میں بیٹھے، پس آپس میں عزل کا ذکر ہوا تو صحابہ کرام نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں، تو (حاضرین میں سے) ایک شخص نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں (یا یہود کہتے ہیں) کہ عزل "موودۃ صغریٰ" (کم درجہ کا زندہ درگور یعنی دفن) کرنا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "موؤدۃ صغریٰ" نہیں ہے جب تک اس پر سات اَدوار نہ گزر جائیں یہاں تک کہ وہ (۱) سلالہ، (۲) نطفہ، (۳) علقہ، (۴) مضغہ، (۵) عظام، (۶) لحم (۷) خلق آخر ہو، (یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے) فرمایا آپ نے سچ کہا اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔(۲۶۹)

امام ابو جعفر طحاوی حنفی روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عدی نے بیان کیا:

قَالَ تَذَاكَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ الْعَزْلَ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ، فَقَالَ عُمَرُ: قَدِ اخْتَلَفْتُمْ وَ أَنْتُمْ أَهْلُ بَدْرٍ الْخِيَارِ، فَكَيْفَ بِالنَّاسِ بَعْدَكُمْ؟ إِذْ تَنَاجَى رَجُلَانِ،

۲۶۸۔ فتح القدیر، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، ۳/۳۷۹

۲۶۹۔ ان سات اَدوار کا ذکر قرآن کریم کی سورہ مؤمنون کی مندرجہ ذیل تین آیات میں ہے:

﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾

ترجمہ: بے شک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں۔ پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔

فَقَالَ عُمَرُ: مَا هٰذِهِ الْمُنَاجَاةُ؟ قَالَ: إِنَّ الْيَهُوْدَ تَزْعَمُ أَنَّهَا الْمَوْؤُدَةُ الصُّغْرىٰ، فَقَالَ عَلِيٌّ رضی الله عنه: إِنَّهَا لَا تَكُوْنُ مَوْؤُدَةً حَتّٰى تَمُرَّ بِالتَّارَاتِ السَّبْعِ: ﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ﴾ الى آخر الآية، فَعَجِبَ عُمَرُ رضی الله عنه مِنْ قَوْلِهٖ، و قَالَ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا (۲۷۰)

یعنی، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عزل کا ذکر کیا، پس اُن کا اس میں اختلاف ہو، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے اختلاف کیا حالانکہ تم اہلِ بدر ہو، تو تمہارے بعد لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ اس وقت دو اشخاص نے آپس میں سرگوشی کی تو حضرت عمر نے فرمایا یہ سرگوشی کیا ہے؟ تو (ان میں سے ایک نے) کہا یہود گمان کرتے ہیں کہ یہ (عزل) کم درجہ کا زندہ درگور کرنا ہے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زندہ درگور کرنا نہیں ہے یہاں تک کہ اس پر سات اَدوار گزر جائیں (پھر آپ نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی) ﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ﴾ الى آخر الآية تو حضرت عمر نے آپ کے اس قول کو پسند فرمایا اور (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: جزاک اللہ خیراً (اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے)۔(۲۷۱)

۲۷۰۔ تحفة الاحبار بترتیب شرح مشکل الآثار، کتاب النکاح، باب بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ ﷺ فی العزل الخ، برقم: ۲۲۲۱، ۳/۶۲۶، ۶۲۷
أیضاً شرح معانی الآثار، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ۴۳۵۰، ۳/۳۲

۲۷۱۔ اس روایت کی تخریج امام طحاوی نے اس سند سے کی کہ یزید بن أبی عن معمر بن أبی حبیبه قال سمعتُ عبید بن رفاعه الأنصاری ...... فذکرہ ، اور اس کی سند میں ابن لھیعہ ہیں لیکن ان سے روایت کرنے والے عبداللہ بن یزید مقری ہیں جو اُن عبادلہ ثلاثہ میں سے ہیں کہ

امام ابو جعفر طحاوی حنفی (۲۷۲) اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (۲۷۳) روایت کرتے ہیں کہ

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ أَتَاهُ أُنَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، يَسْأَلُوْنَهُ عَنِ الْعَزْلِ، وَ هُمْ يَرَوْنَ أَنَّهُ الْمَوْؤُدَةُ...... الحديث، ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُ يَكُوْنُ نُطْفَةً، ثُمَّ دَمًا، ثُمَّ عَلَقَةً، ثُمَّ مُضْغَةً، ثُمَّ يَكُوْنُ عَظْمًا، ثُمَّ يُكْسَى لَحْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ حَتّٰى يُنْفَخَ فِيْهِ الرُّوْحُ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾ (۲۷۴)۔ واللفظ للطحاوی

یعنی، ابن ابی مُلَیکہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (۲۷۵) کے پاس اہلِ عُراق سے لوگ آئے آپ سے عزل کے بارے میں پوچھا اور وہ اسے زندہ درگور کرنا سمجھتے تھے...... پھر فرمایا وہ (۱) نُطفہ ہوتا ہے، پھر (۲) خون، پھر (۳) علَقہ، پھر (۴) مُضغہ، پھر

جنہوں نے ابن لھیعہ سے ان کے اختلاط سے قبل روایات لیں، اور اس روایت کی متابعت بھی کی گئی ہے کہ امام طحاوی نے دوسری وجہ از معمر، از عبداللہ بن عدی بن خیار الخ سے روایت کیا اور اس کے تمام راوی ثقہ ہے اور امام طحاوی نے فرمایا کہ ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس کی مثل روایت کیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر امام طحاوی نے حضرت ابن عباس سے مسنداً روایت کیا کہ جس کے رواۃ ثقہ ہیں۔

۲۷۲۔ تحفة الأحبار بترتیب مشکل الآثار، برقم: ۲۲۲۴، ۳/۶۲۸

۲۷۳۔ السُّنن الکُبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ۱۴۳۰، ۷/۳۷۶

۲۷۴۔ المؤمنون: ۱۴/

۲۷۵۔ حضرت ابن عباس سے عزل کو "وأدِ اصغر" (کم درجہ کا زندہ درگور کرنا) بھی منقول ہے، اگرچہ حضرت ابن عباس کا عزل کے بارے میں یہ تفصیلی جواب اور آپ کا قرآن کریم سے استدلال اور آپ سے مروی دیگر روایات کہ جن میں آپ کا عزل کرنا مذکور ہے سب کے سب اس نقل کے مخالف ہیں، پھر بھی اس کا جواب امام غزالی نے یہ دیا ہے آپ نے پہلے ایک اعتراض قائم فرمایا کہ اگر تو کہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ عزل "وأدِ اصغر" ہے پس اس سبب سے عزل کا پایا جانا ممنوع ہے

(۵) عظماً، پھر (۶) اُسے گوشت (کا لباس) پہنایا جاتا ہے، پھر (۷) جو اللہ تعالیٰ چاہے، یہاں تک کہ اس میں روح پھونکی جاتی ہے، پھر آپ نے (دلیل کے طور) یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی ﴿ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ﴾

اسی طرح امام عبد الرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس اثر کو روایت کیا ہے۔(۲۷۶)

ان روایات کے تحت امام ابو جعفر طحاوی لکھتے ہیں:

فهذا علی و ابن عباس رضی الله عنهم قد اجتمعا فی هذا علی ما ذکر و تابع علیًا علی ما قال من ذلک عمر رضی الله عنهما، و من کان بحضرتهما من أصحاب رسول الله ﷺ، ففی هذا دلیل أن العزل غیر مکروه من هذه الجهة (۲۷۷)

یعنی، پس یہ حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ہیں اس میں اس پر متفق ہو گئے جو ہم نے ذکر کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (عزل کے بارے میں) جو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے جتنے صحابہ وہاں موجود تھے (سب نے) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی متابعت کی، پس یہ اس کی دلیل ہے کہ عزل اس جہت سے مکروہ نہیں ہے۔

(جواب میں فرماتے ہیں) ہم کہتے ہیں یہ اُن کی طرف سے وجود عزل کو قطعی طور پر دفع کرنے کے لئے قیاس ہے اور یہ ضعیف قیاس ہے امام غزالی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول اور اُن کا قرآن کریم سے استدلال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ہم نے پہلے قیاس اور اعتبار کا جو طریقہ ذکر کیا ہے تو تیرے لئے معانی میں غور و خوض اور علوم کے ادراک میں حضرت علی اور حضرت ابن عباس کے منصب میں تفاوت ظاہر ہو جائے گا۔(إحیاء العلوم ۱۱۲/۲)

۲۷۶۔ المُصنَّف لعبد الرزاق، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ۱۲۶۲۱، ۱۲۶۲۲، ۱۱۳/۷

۲۷۷۔ شرح معانی الآثار، کتاب النکاح، باب العزل، ۳۲/۳، ۳۳

حدیثِ جذامہ کے جوابات

اور علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں کہ حدیثِ جذامہ کا جواب چند وجوہ سے دیا گیا ہے۔(۲۷۸)

۱۔ علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ان احادیث اور حدیث جذامہ میں مطابقت اُسے (کراہتِ) تنزیہی پر محمول کرنے سے ہوگی اور یہ (یعنی حدیثِ جذامہ کو کراہت تنزیہی پر محمول کرنا) امام بیہقی(۲۷۹) کا طریقہ ہے۔(۲۸۰)

۲۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ بعض نے حدیثِ جذامہ جو ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ یہ حدیث اس کے معارض ہے جس کے طرق زیادہ ہیں اور لکھتے ہیں کہ حدیث صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں اور دونوں میں مطابقت ممکن ہے۔(۲۸۱)

۳۔ علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں کہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ امر ایسے ہی ہے جیسے عذابِ قبر کا امر تھا۔(۲۸۲)

۴۔ علامہ عینی لکھتے ہیں: دوسرا جواب وہ ہے جو امام طحاوی (حنفی) نے دیا کہ یہ (حدیثِ جذامہ) حدیثِ جابر سے منسوخ ہے۔(۲۸۳)، ابن حجر کہتے ہیں کہ بعض نے حدیثِ جذامہ کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ جواب

۲۷۸۔ عمدۃ القاری، ۱۸۲/۱۴

۲۷۹۔ امام بیہقی نے اپنی ''سنن'' میں فرمایا عزل کی اباحت کے رُوات اکثر اور احفظ ہیں تو یہی اَولیٰ ہے اور جن حضرات نے مکروہ قرار دیا ان کی کراہت کو تنزیہی پر محمول کیا جائے گا نہ کہ تحریمی پر۔ واللہ اعلم (السُّنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب العزل، ۳۷۸/۷) اور حافظ عراقی نے بھی امام بیہقی کے اس قول کو نقل کیا ہے کہ اباحتِ عزل کے رُوات اکثر اور احفظ ہیں (تخریج الحافظ العراقی، ۱۲۲/۲)

۲۸۰۔ فتح الباری، ۳۸۵/۹

۲۸۱۔ فتح الباری، ۳۸۵/۹

۲۸۲۔ عمدۃ القاری، ۱۸۲/۱۴

۲۸۳۔ عمدۃ القاری، ۱۸۲/۱۴

تاریخ کی معرفت نہ ہونے کی وجہ سے مقبول نہیں۔(٢٨٤)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے دوسری کتاب میں لکھا: حدیث ''**العزل هو الوأد الخفي**''...... ظاہر ہے کہ یہ منسوخ ہے پس تحقیق اصحابِ سنن نے حضرت ابو سعید کی حدیث روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ یہود گمان کرتے ہیں کہ عزل کم درجہ کا زندہ درگور کرنا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہود نے جھوٹ بولا......'' اور اسی کی مثل امام نسائی(٢٨٥) نے حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور امام طحاوی نے اس کے منسوخ ہونے کا جزم کیا ہے اور ان کا تعقب کیا گیا ہے۔(٢٨٦)

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ اگر تو کہے کہ مُحدِّثین نے ذکر کیا ہے کہ حضرت جذامہ نے فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا تو ان کی حدیث متاخر ہوئی تو یہ حدیث اس کے غیر کے لئے ناسخ ہو گی تو میں کہتا ہوں کہ مُحدِّثین نے یہ (بھی) ذکر کیا کہ انہوں نے فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا اور عبد الحق نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے۔

٥۔ علامہ عینی لکھتے ہیں: تیسرا جواب یہ ہے جو ابن العربی نے فرمایا کہ حدیثِ جذامہ مضطرب ہے۔

٦۔ علامہ عینی لکھتے ہیں: چوتھا جواب وہ ہے جو ترجیح کی طرف لوٹتا ہے وہ یہ کہ حدیثِ جذامہ انہی سے وارد ہے اور حدیثِ جابر رجالِ صحیح کے ساتھ وارد ہے اور اس (یعنی حدیثِ جابر) کے شواہد ہیں (اور وہ یہ ہیں) (١) حدیثِ ابی سعید رضی اللہ عنہ جو عنقریب ذکر ہو گی(٢٨٧) اور (٢) حدیثِ ابی ہریرۃ

٢٨٤۔ فتح الباری، ٣٨٥/٩

٢٨٥۔ السُّنَن الكبرىٰ للنَّسائي، كتاب عشرة النساء، باب العزل، و ذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك برقم:٩٠٧٨، ٩٠٨٣، ٣٤٠/٥

٢٨٦۔ التلخيصُ الحبِيْر، كتاب النكاح، باب مثبتات الخيار، الفصل الخامس، برقم:١٦٦٤ (٤)، ٣٨٨/٣، ٣٨٩

٢٨٧۔ یہ پچھلے صفحات میں ابوداؤد، نسائی اور احمد کے حوالے سے ذکر کی گئی ہے۔

رضی اللہ عنہ جسے امام نسائی نے روایت کیا(٢٨٨)، (٣) حدیث اُبی سلمہ کہ جس میں ہے نبی ﷺ سے عزل کا حکم دریافت کیا گیا اور بتایا گیا کہ یہود اسے ''الموؤدة الصغرى'' خیال کرتے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہود نے جھوٹ بولا۔(٢٨٩)

حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ کی ترجیح پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا قول اور عمل دونوں شاہد ہیں، صحابہ کرام کے اقوال اور ان کا عمل پہلے ذکر کیا جا چکا ہے اور بعض صحابہ کرام سے کراہت منقول ہے اور یہ کراہت عدمِ جواز کو مستلزم نہیں ہے کیونکہ جن سے کراہت منقول ہیں ان میں حضرت ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم شامل ہیں، اگر اُن کے نزدیک کراہت سے مراد عدمِ جواز ہوتا تو وہ اپنے اپنے دَورِ خلافت میں عزل سے سختی کے ساتھ منع فرما دیتے حالانکہ ایسا منقول نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ آپ نے فرمایا جو لوگ اپنی باندیوں کے ساتھ عزل کرتے ہیں پھر ان باندیوں کو اگر بچہ پیدا ہو گیا تو میں اس بچے کے نسب کو اُن عزل کرنے والوں کے ساتھ لاحق کر دوں گا اور آپ کا یہ فرمان نبی ﷺ کے اس فرمان کے مطابق ہے کہ آپ ﷺ نے سائل سے فرمایا کہ ''اگر چاہو تو عزل کرو لیکن جو تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہے گا'' پھر کچھ عرصے بعد وہی شخص آیا کہنے لگا میری باندی حاملہ ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''میں نے تم سے کہا تھا کہ جو تقدیر میں ہونے والا ہے ہو گا''(٢٩٠) اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد بچوں کو بے نسب ہونے سے اور باندیوں کو بلا دلیل شرعیہ تہمت سے بچانا مقصود تھا۔

اور اگر حضرت عمر اور علی رضی اللہ عنہما سے منع منقول ہے تو ان سے اباحت بھی منقول ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹوں کو عزل سے منع کرنا اور اس پر مارنا بھی

٢٨٨۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات پر مذکور ہے۔

٢٨٩۔ عمدة القاری، ١٨٢/١٤

٢٩٠۔ صحيح مسلم، برقم:١٣٤ (١٤٣٩) ص٥٤١

منقول ہے جیسا کہ امام بیہقی نے ''السنن الکبریٰ'' (۲۹۱) میں روایت کیا ہے تو آپ کا منع کرنا اور اپنے بیٹوں کو اس پر مارنا عدم اباحت پر محمول نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کی اور کوئی صالح وجہ ہوگی کیونکہ آپ سے اباحت منقول ہے اور اگر آپ کا یہ منع فرمانا تحریم کے لئے ہوتا تو رعایہ کو بھی اس سے اتنی ہی سختی سے منع فرماتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اسی طرح اگر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کراہت منقول ہے تو اُن سے اباحت بھی منقول ہے (۲۹۲) جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک کراہت تحریمی نہ تھی جیسا کہ امام بیہقی نے لکھا:

تحتمل كراهية من كرهه منهم التنزيه دون التحريم (۲۹۳)

یعنی، صحابہ میں سے جس نے اسے مکروہ جانا اس کی کراہت تنزیہ کا احتمال رکھتی ہے نہ کہ تحریم کا۔

۲۹۱۔ السُّنَن الکُبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب العزل، برقم: ۱٤۳۲۹، ۳۷۷/۷

۲۹۲۔ السُّنَن الکُبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب العزل، ۳۷۷/۷

۲۹۳۔ السُّنَن الکُبریٰ للبیهقی، کتاب النکاح، باب العزل، ۳۷۸/۷

مآخذ و مراجع

۱۔ إتحاف السادة المتّقين ـ للزّبيدی، السيد محمد بن محمد الحسينی، الشهير بمرتضى الحنفی (ت ۱۲۰٥ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثالثة ۱٤۲۲ هـ ـ ۲۰۰۲م

۲۔ إحياءُ علوم الدين ـ للغزالی، أبی حامد محمد، حجّة الإسلام (ت ...... هـ)، دار الخير، بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۱۳ هـ ـ ۱۹۹۳م

۳۔ إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم ـ لأبی السعود، القاضی محمد مصطفى العمادی الحنفی (ت ۹۸۲ هـ)، تعليق محمد صبيحی حسن حلّاق، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲۱ هـ ـ ۲۰۰۱م

٤۔ إعراب القرآن، لابن النّحاس، أبی جعفر أحمد بن محمد (ت ۳۳۸ هـ)، تعليق عبدالمنعم خليل إبراهيم، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲٥ هـ ـ ۲۰۰٤م

٥۔ إكمال المُعْلِم بفوائد مسلم، للقاضی، أبی الفضل عياض بن موسى اليَحْصبِی (ت ٥٤٤ هـ)، تحقيق الدكتور يحيى إسماعيل، دار الوفاء، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹ هـ ـ ۱۹۹۸م

☆ أنوار التّنزيل و أسرار التأويل = تفسير البيضاوی

٦۔ البحرُ الرّائق (شرح كَنز الدّقائق)، لابن نجيم، زين الدين ابن ابراهيم بن محمد الحنفی (ت ۹۷۰ هـ)، ايج ايم سعيد كمبنی، كراتشی

☆ بحر العلوم = تفسير السمرقندی

۷۔ بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع ـ للكاسانی، علاؤ الدين أبی بكر بن مسعود الحنفی (ت ٥۸۷ هـ)، تحقيق و تعليق الشيخ علی محمد معوّض و الشيخ عادل

أحمد، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۱۸ھ۔ ۱۹۹۷م

۸۔ برتھ کنٹرول کی شرعی حیثیت ۔ للأعظمی، المفتی عطاء المصطفی بن المحدِّث الکبیر ضیاء المصطفی الحنفی القادری، أعظمی پبلی کیشنز، کراتشی ۱٤۲٦ھ۔ ۲۰۰۵م

۹۔ البرجندی (شرح مختصر الوقایة) ۔ للعلامة عبد العلی الحنفی، مکتبة العجائب لزخر العلوم، کوئتة

۱۰۔ التحریر و التنویر ۔ لابن عاشور، الشیخ محمد طاهر، مؤسسة التاریخ، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲۰ھ۔ ۲۰۰۰م

۱۱۔ تأویلاتُ أهلِ السُّنّة ۔ للماتُریدی، أبی منصور محمد بن محمد بن محمود السمرقندی الحنفی (ت ۳۳۳ھ)، تحقیق فاطمة یوسف الخیمی، المکتبة الحقّانیة بشاور

۱۲۔ تبیین الحقائق (شرح کنز الدقائق) ۔ للزیلعی، عثمان بن علی الحنفی (ت ۷۱۰ھ) تحقیق أحمد عزّ و عنایة، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۰ھ۔ ۲۰۰۰م

۱۳۔ تحفة الأخیار بترتیب شرح مشکل الآثار ۔ للطحاوی، أبی جعفر أحمد بن محمد (ت ۳۲۱ھ)، تحقیق و ترتیب خالد محمود الرباط، دار بلنسیة، الریاض، الطبعة الأولی ۱٤۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

۱٤۔ التعلیق علی المسند ۔ لشعیب الأرنؤوط وغیره، مؤسّسة الرسالة بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۰ھ۔۱۹۹۹م

۱۵۔ التعلیق المُمَجّد علی مُوَطّأ محمد ۔ لأبی الحسنات، عبد الحی اللکنوی (ت ۱۳۰٤ھ) تحقیق و تعلیق الدکتور تقی الدین، دار القلم دمشق، الطبعة الرابعة ۱٤۲٦ھ۔ ۲۰۰۵م

۱٦۔ التعلیقاتُ المرضِیّة علی الهدیة العلائِیّة ۔ للبرهانی، محمد سعید، المکتبة القدس، کوئتة الطبعة الثالثة ۱۳۵۸ھ۔ ۱۹٦۵م

☆ تفسیر ابن جریر = تفسیر الطبری

☆ تفسیر ابن عاشور = التحریر و التنویر

۱۷۔ تفسیر البیضاوی ۔ للقاضی، عبدالله بن عمر الشیرازی (ت ٦۹۱ھ) دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۱۸ھ۔ ۱۹۹۸م

☆ تفسیر الحداد = کشف التنزیل و فی تحقیق المباحث و التأویل

۱۸۔ تفسیر روح المعانی ۔ للآلوسی، ابی الفضل شهاب الدین السید محمود، البغدادی (ت ۱۲۷۰ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

۱۹۔ تفسیر السمرقندی ۔ للفقیه أبی اللیث، نصر بن محمد (ت ۳۷۳ھ) تحقیق محبّ الدین أبی سعید الغمروی، دار الفکر، بیروت، الطبة الأولیٰ ۱٤۱٦ھ۔ ۱۹۹٦م

۲۰۔ تفسیر الطبری ۔ لابن جریر، أبی جعفر (ت ۳۱۰ھ) دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الرابعة ۱٤۲٦ھ۔ ۲۰۰۵م

☆ تفسیر القرطبی = الجامع لأحکام القرآن

۲۱۔ التفسیر الکبیر ۔ للرازی، فخر الدین (ت ......ھ) دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الثالثة ۱٤۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

☆ تفسیر الماتریدی = تأویلاتُ أهلِ السُّنّة

۲۲۔ تفسیر المظهری ۔ للعثمانی، القاضی محمد ثناء الله العثمانی الحنفی النقشبندی (ت ۱۱۲۵ھ)، تحقیق: أحمد عز و عنایة دار إحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۵ھ۔ ۲۰۰٤م

۲۳۔ التفسیر المنیر فی العقیدۃ و الشریعۃ و المنهج ۔ للدکتور وهبة الزحیلی، دار الفکر، بیروت، الطبعة الثانیة ۱٤۲٤ھ۔ ۲۰۰۳م

☆ تفسیر أبی السعود= إرشادُ العقلِ السّلیم إلی مزایا الکتاب الکریم

۲٤۔ تقریبُ البُغیة بترتیب أحادیث الحلیة ۔ للهیثمی، نور الدین علی بن أبی بکر (ت۸۰۷ھ) و أتمّه العسقلانی أحمد بن علی بن محمد ابن حجر الشافعی (ت۸۵۲ھ) تحقیق محمد حسن إسماعیل، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

۲۵۔ الجامع لأحکام القرآن ۔ للقرطبی، أبی عبدالله محمد بن أحمد الأنصاری، (ت٦۷۱ھ) دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبة الأولیٰ ۱٤۱٦ھ۔ ۱۹۹۵م

۲٦۔ جامع الرّموز ۔ للقهستانی، شمس الدین محمد الخراسانی الحنفی (ت۹۵۵ھ) أیج أیم سعید کمبنی، کراتشی

۲۷۔ جامعُ المَسَانید و السُّنَن ۔ لابن کثیر، إسماعیل، الدمشقی (ت ۷۷٤ھ) تعلیق الدکتور عبدالمعطی قلعجی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثانیة ۱٤۲۳ھ۔ ۱۹۷۵م

۲۸۔ حاشیةُ السِّنْدی علی السُّنَن (المجتبی) ۔ للنسائی، لأبی الحسن الکبیر، نور الدین بن عبد الهادی الحنفی (ت۱۱۳۸ھ)، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الثانیة ۱٤۲٤ھ۔ ۲۰۰۳م

۲۹۔ حاشیة الطّحطاوی علی الدُّرِّ المُختار (شرح تَنویرُ الأبصَار)۔ للعلامة السیّد أحمد بن محمد الحنفی (ت۱۲۳۱ھ)، دار المعرفة بیروت، ۱۳۹۵ھ۔ ۱۹۷۵م

۳۰۔ خلاصة الفتاوی، للبخاری، إفتخار الدین طاهر بن عبدالرشید الحنفی

(ت ٥٤٠ھ) مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

۳۱۔ الدُّرُّ المُختار (شرح تَنویرُ الأبصَار) ۔ للحصکفی، محمد بن علی بن محمد بن علی علاؤ الدین الحنفی (ت۱۰۸۸ھ)، مع ردّ المحتار، تحقیق و تعلیق الدکتور حسام الدین، دار الثقافة و التراث، دمشق، الطبعة الأولی ۱٤۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م

۳۲۔ الدُّرُّ المُنتقی فی شرح المُلتَقی للحصکفی ۔ محمد بن علی بن محمد بن علی علاؤ الدین الحنفی (ت۱۰۸۸ھ) دار الکتب العلمیة بیروت ۱٤۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م

۳۳۔ ردُّ المُحتار علی الدُّرِّ المُختار ۔ لابن عابدین، السید محمد أمین بن عمر الحنفی (ت۱۲۵۲ھ) تحقیق و تعلیق الدکتور حسام الدین، دار الثقافة و التراث، دمشق، الطبعة الأولی ۱٤۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م

۳٤۔ سُنَن ابن ماجة، أبی عبدالله محمد بن یزید القزوینی (ت ۲۷۳ھ) تحقیق محمود محمد محمود حسن، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م

۳۵۔ سُنَن أبی داؤد ۔ للسجستانی، سلیمان بن أشعث (ت۲۷۵ھ) تعلیق عبید الدّعاس و عادل السید، دار ابن حزم، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۱۸ھ۔ ۱۹۹۷م

۳٦۔ سُنَن التّرمذی، لأبی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ (ت ۲۹۷ھ)، تحقیق محمود محمد محمود حسن نصّار، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م

۳۷۔ السُّنَن الکبریٰ ۔ للبیهقی، أحمد بن حسین، أبو بکر الشافعی (ت۳۵۸ھ)، تحقیق محمد عبدالقادر عطاء دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱٤۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

٣٨۔ السُّنَنُ الکُبریٰ ۔ للنسائی، أبی عبدالرحمٰن أحمد بن شعیب (ت٣٠٣ھ)، تحقیق، الدکتور عبدالغفار سلیمان، و سید کسروی حسن، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١١ھ۔ ١٩٩١م

٣٩۔ سُنَنُ النَّسائی ۔ للخراسانی، أبی عبدالرحمٰن أحمد بن شعیب (ت٣١٣ھ)، تصحیح الشیخ عبدالوارث محمد علی، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الثانیة ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م

٤٠۔ السُّنَّة. لابن أبی عاصم أبی بکر أحمد بن عمرو (ت٢٨٧ھ)، دار ابن حزم، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٤م

٤١۔ شرح الزُّرقانی علی مؤطّأ الإمام مالك ۔ للعلامة محمد بن عبدالباقی المالکی (ت١١٢٢ھ) دار الکتب العلمیة، بیروت

٤٢۔ شرحُ السُّنَّة ۔ للبغوی، أبی محمد الحسین بن مسعود الشافعی (ت٥١٦ھ)، تحقیق علی محمد معوض، عادل أحمد عبدالموجود، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثانیة ١٤٢٤ھ ٢٠٠٣م

٤٣۔ شرح صحیح مسلم ۔ للنووی، یحیی بن شرف الدمشقی الشافعی (ت٦٧٦ھ) دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

٤٤۔ شرح الطِّیبی علی مشکاة المصابیح، للإمام شرف الدین الحسین بن محمد (ت٧٤٣ھ) تعلیق أبی عبدالله محمد علی سَمك، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠١م

٤٥۔ شرح مشکل الآثار ۔ للطّحاوی، أبی جعفر أحمد بن محمد المصری الحنفی (ت٣٢١ھ) تحقیق شعیب الأرنؤوط، مؤسّسة الرِّسالة، بیروت، الطبعة الثانیة ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م

٤٦۔ شرح معانی الآثار ۔ للطّحاوی، أبی جعفر أحمد بن محمد المصری الحنفی

(ت٣٢١ھ) تحقیق محمد زهری النجّار و محمد سیّد جاد الحق، عالم الکتب، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٤ھ۔ ١٩٩٤م

٤٧۔ شرحُ الوِقایه ۔ للمحبوبی، عبید الله بن مسعود بن تاج الشریعة الحنفی (ت٤٧٤ھ) مکتبة إمدادیة، ملتان

٤٨۔ صحیح البخاری ۔ لأبی عبدالله محمد بن إسماعیل (ت٢٥٦ھ) دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٠ھ۔ ١٩٩٩م

٤٩۔ صحیحُ مسلم ۔ للقشیری، أبی الحسن مسلم بن الحجّاج (ت٢٦١ھ) دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠١م

٥٠۔ عمدة القاری (شرح صحیح البخاری) ۔ للعینی، بدر الدین أبی محمد محمود بن أحمد الحنفی (ت٨٥٥ھ) دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م

٥١۔ غایة البیان و نادرة الأقران ۔ للأتقانی، قوام الدین أمیر کاتب بن أمیر عمر الحنفی (ت٧٥٨ھ) مخطوط مصوّر

٥٢۔ غریب الحدیث ۔ لابن الجوزی، أبی الفرج عبدالرحمن بن علی (ت٥٩٧ھ)، تعلیق الدکتور عبدالمعطی أمین قلعجی، دار الکتب العلمیة، بیروت ١٢٥٢ھ۔ ٢٠٠٤م

٥٣۔ الفتاویٰ الأمجدیة ۔ للأعظمی، محمد أمجد علی الحنفی القادری (ت١٣٦٧ھ)، المکتبة الرضویة کراتشی

٥٤۔ الفتاوی البزازیة (علی هامش الفتاوی الهندیة) ۔ لکردری، محمد بن محمد بن شهاب ابن البزاز الحنفی (ت٨٢٧ھ)، دار المعرفة، بیروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٣ھ۔ ١٩٧٣م

٥٥۔ فتاویٰ فیض الرسول ۔ للأمجدی، المفتی جلال الدین الحنفی، شبیر برادرز،

لاهور ١٤١٢هـ ـ ١٩٩٣م

٥٦ـ فتاوىٰ قاضيخان (على هامش الفتاوىٰ الهندية). للأوزجندى، حسن بن منصور الحنفى (ت٥٩٢ هـ) دار المعرفة بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٣هـ ـ ١٩٧٣م

٥٧ـ الفتاوى الكامليّة فى الحوادثِ الطَّرابُلسيّة. للحسنى، محمد كامل بن مصطفى الحنفى، المكتبة الحقّانية بشاور

٥٨ـ الفتاوىٰ الهندية، لجماعة من علماء الهند، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٣هـ ـ ١٩٧٣م

٥٩ـ فتح البارى (شرح صحيح البخارى). للعسقلانى، أحمد بن على بن حجر الشافعى (ت٨٥٢ هـ)، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢١هـ ـ ٢٠٠٠م

٦٠ـ فتحُ بابِ العِنَايَة فى شرح كتاب النِّقاية للهروى، نور الدين على بن محمد المشهور بالملا علىّ القارى، تعليق أحمد عزّ و عناية دار أحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ ـ ٢٠٠٥م

☆ قهستانى = جامع الرموز

٦١ـ فتح القدير (شرح الهداية). لابن الهمام، كمال الدين محمد بن عبدالواحد الحنفى (ت٨٦١هـ) تعليق عبدالرزاق غالب المهدى، مركز أهل السنّة بركات رضا، خوربند غجرات، الهند، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ ـ ٢٠٠٤م

٦٢ـ الفِقهُ الإسلامى و أدِلّته. للدكتور وهبة الزحيلى، نشر إحسان، طهران، الطبعة الثالثة ١٤٢٧هـ ـ ٢٠٠٦م

٦٣ـ كتابُ الإختيار لتعليل المختار. للموصلى، عبدالله بن محمود الحنفى (ت٦٨٣هـ) تعليق الشيخ خالد عبدالرحمن العك، دار المعرفة بيروت، الطبعة

الثانية ١٤٢٣هـ ـ ٢٠٠٢م

٦٤ـ كتابُ أدبِ القضاء. للسّروجى، أحمد بن إبراهيم شمس الدين الحنفى (ت٧١٠هـ) تحقيق شمس العارفين صديقى بن محمد ياسين، دار البشائر الإسلامية

٦٥ـ الكتاب الفريد فى إعراب القرآن. للهمدانى، المنتخب الحافظ المقرئ (٦٤٣هـ)، تعليق محمد نظام الدين الفتيّح، دار الزمان، المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ ـ ٢٠٠٦م

٦٦ـ كتاب النِّقاية (مع شرحه للقارى الهروى). للمحبوبى، عبدالله بن مسعود بن تاج الشريعة، صدر الشريعة الحنفى (ت٧٤٧هـ)، دار إحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٦هـ ـ ٢٠٠٥م

٦٧ـ كشف التنزيل فى تحقيق المباحثِ و التّأويل. للحدّاد، أبى بكر اليمنى الحنفى (ت٨٠٠هـ) تحقيق الدكتور محمد ابراهيم يحيىٰ، المكتبة الحقّانية بشاور

٦٨ـ كَشْفُ الخفاء و مُزيل الإلباس عمّا اشتهر من الأحاديث على ألسِنَةِ النّاس. للعجلونى، إسماعيل بن محمد بن عبد الهادى الجراحى الشافعى (ت١١٦٢هـ) ضبط محمد عبدالعزيز الخالدى، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ ـ ١٩٩٧م

٦٩ـ كَنْزُ البيان فى مختصر توفيق الرحمٰن (على متن كنز الدقائق). للطائى، مصطفى بن محمد الحنفى (ت١١٩٢ هـ)، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ ـ ١٩٩٨م

٧٠ـ كنز الدقائق. للنسفى، عبدالله بن أحمد حافظ الدين الحنفى (ت٧١٠هـ)، المكتبة العصرية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ ـ ٢٠٠٥م

٧١ـ اللباب فى علوم الكتاب. لابن عادل، ابو حفص عمر بن على، الدمشقى

الحنبلی (ت ۸۸۰ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م

۷۲۔ مَجمَعُ الأنْهُر (شرح المُلتقی الأبحُر). لشیخی زاده، عبدالرحمن بن محمد بن سلیمان، الفقیه الحنفی (ت۱۰۷۸ھ)، دار الطباعة العامرة، مصر ۱۳۱۶ھ

۷۳۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد . للهیثمی، نور الدین علی بن أبی بکر المصری (ت۸۰۷ھ)، تحقیق محمد عبدالقادر أحمد عطاء، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱م

۷۴۔ المتانة فی المرمة عن الخزانة. للبوبکانی، المخدوم محمد جعفر بن عبدالکریم الحنفی (من علماء القرن العاشر) الجنّة لأدب السّندی، کراتشی

۷۵۔ المختارُ للفتوی . للموصلی، عبدالله بن محمود الحنفی، (ت ۶۸۳ھ) دار الکتب العلمیة بیروت

۷۶۔ مرقاة المفاتیح (شرح مشکاة المصابیح) . للقاری الهروی، علی بن سلطان محمد الحنفی (ت ۱۰۱۴ھ)، تحقیق الشیخ جمال الدین عیتانی، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱م

۷۷۔ مسئله ضبط تولید. للفاروقی، أبو الحسن زید، صفّه پبلی کیشنز، لاهور

۷۸۔ المُسنَد. للإمام أحمد بن حنبل (ت۲۴۱ھ)، المکتب الإسلامی، بیروت

۷۹۔ المُسنَد. للإمام أحمد بن حنبل (ت۲۴۱ھ) تحقیق أبو المعاطی النوری، أحمد عبدالرزاق عید و غیرهما، عالم الکتب، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م

۸۰۔ المُسنَد. للحُمَیدی، للحافظ أبی بکر عبد الله بن الزّبیر (ت۲۱۹ھ)، تحقیق و تعلیق حبیب الرحمن الأعظمی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۰۹ھ۔ ۱۹۸۸م

۸۱۔ مشکاةُ المَصابیح. للتبریزی، ولی الدین أبی عبدالله محمد بن عبدالله الخطیب (ت۷۴۱ھ) تحقیق الشیخ جمال عِیتَنی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م

۸۲۔ المُصنَّف. لابن أبی شیبة، أبی بکر عبدالله بن محمد العبسی (ت۲۳۵ھ)، تحقیق محمد عوّامة، دار قرطبة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۷ھ۔ ۲۰۰۶م

۸۳۔ المُصنَّف. لعبد الرزاق بن همّام بن نافع (ت ۲۱۱ھ)، تحقیق أیمن نصر الدین الأزهری، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م

۸۴۔ المعجم الکبیر . للطبرانی، أبی القاسم سلمان بن أحمد (ت ۳۶۰ھ) تحقیق حمدی عبدالمجید الساغی، دار الأحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الثالثة

۸۵۔ معرفةُ السُّنَن و الآثار. للبیهقی، أبی بکر أحمد بن الحسین (ت۴۵۸ھ)، تحقیق سید کسروی حسن، دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱م

۸۶۔ المقاصدُ الحَسَنة فی بیانِ کثیرٍ من الأحادیث المُشتهِرة علَی الألسِنَة. للسخاوی، محمد بن عبدالرحمن الشافعی (ت۹۰۲ھ)، تحقیق محمد عثمان، دار الکتاب العربی، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۴م

۸۷۔ منْحةُ الخالق علی البحر الرائق، لابن عابدین، السید محمد أمین بن عمر الحنفی (ت۱۲۵۲ھ) أیج أیم سعید کمپنی، کراتشی

۸۸۔ مَوسُوعَة الأحادیث و الآثار الضعیفة و الموضوعة. لعلی حسن علی الحلبی، مکتبة المعارف، الریاض، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۹م

۸۹۔ مَوسُوعَة أطراف الحدیث النّبویّ الشریف. لأبی هاجر محمد السعید بن بسیونی، دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۴م

۹۰۔ مؤطّأ الإمام مالك بروایة محمد بن الحسن الشیبانی (ت۱۸۹ھ) تحقیق عبدالوهاب عبداللطیف، المتکبة العلمیة، بیروت

۹۱۔ المُهَيَّأ فی كشف أسرار المَوَطّأ (برواية محمدبن الحسن الشّيبانی) . للكمانی، عثمان بن سعيد الحنفی (۱۱۷۲ه) تحقيق أحمد علی، مركز التُّراث الثّقافی المغربی، دار البيضاء المغرب ١٤٢٥هـ ٢٠٠٥م

۹۲۔ النِّهَايَةُ فی غريب الحديث و الأثر. لابن أثير، أبی السعادات المبارك بن محمد (ت٦٠٦هـ) تعليق أبی عبدالرحمٰن صلاح بن محمد، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ ١٩٩٧م

۹۳۔ النَّهرُ الفَائق (شرح كنز الدقائق). لابن نجيم، سراج الدين عمر بن إبراهيم (ت١٠٠٥هـ) تحقيق أحمد عزّو عناية، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ ٢٠٠٢م

۹٤۔ الوجيز فی الفقه الإسلامی . الدكتور وهبة الزحيلی، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م

۹٥۔ وقار الفتاوی . للمفتی محمد وقار الدين الحنفی (ت١٤١٣هـ/ ١٩٩٣م)، بزم وقار الدين، كراتشی

۹٦۔ الهداية (شرح بداية المُبتدی)، للمرغينانی، أبی الحسن علی بن أبی بكر الحنفی (ت٥٩٣هـ) تعليق محمد عدنان درويش، دار الأرقم، بيروت

۹۷۔ الهَدِيَّةُ العَلائِيَّة . للعابدين، علاؤ الدين بن محمد أمين (ت١٣٠٦هـ). تعليق محمد سعيد البرهانی، المكتبة القدس، كوئتة الطبعة الثالثة ١٣٨٥هـ ١٩٦٥م

حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

کی تالیفات میں سے

عورتوں کے ایّامِ خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم

تخلیقِ پاکستان میں علماءِ اہلسنّت کا کردار،

فتاویٰ حج وعمرہ، طلاقِ ثلاثہ کا شرعی حکم

ان **کتب خانوں پر دستیاب ہیں**

مکتبہ برکات المدینہ، بہارِ شریعت مسجد، بہادر آباد، کراچی

مکتبہ غوثیہ ہولسیل، پرانی سبزی منڈی، نزد عسکری پارک، کراچی

ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی

مکتبہ انوار القرآن، میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی (حنیف بھائی انگوٹھی والے)

مکتبہ فیض القرآن، قاسم سینٹر، اردو بازار، کراچی، 2217776

رابطے کے لئے: 021-2439799، 0321-3885445

طلاق کے موضوع پر لکھی گئی ایک لاجواب تحریر

''طلاقِ ثلاثہ کا شرعی حکم''

تالیف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدّ ظلہ

ناشر

مکتبہ برکات المدینہ، بہارِ شریعت مسجد، بہادر آباد، کراچی

مسائل حج وعمرہ پر نایاب فتاویٰ کا مجموعہ

العُروَہ فی مَناسِکِ الحجِّ و العُمرَہ

''فتاویٰ حج وعمرہ''

(حصہ اول، دوم، سوم)

تالیف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدّ ظلہ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان، نور مسجد، کاغذی بازار، کراچی

محترم المقام جناب .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان نے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت ہر ماہ ایک مفت کتاب شائع کرتی ہے جو کہ پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے گزشتہ دنوں جمعیت نے سال رواں کے لئے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے جس کے تحت 2009ء کے لئے وہی فیس برقرار رکھی گئی ہے جو کہ گزشتہ کئی سالوں سے چل رہی ہے یعنی صرف -/50 روپے سالانہ۔

اس خط کے ذریعے آپ سے التماس ہے کہ آپ اس خط کے آخر میں دیئے ہوئے فارم پر اپنا مکمل نام اور پتہ خوشخط لکھ کر ہمیں منی آرڈر کے ساتھ ارسال کردیں تا کہ آپ کو نئے سال کے لئے جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے سلسلہ مفت اشاعت کا ممبر بنالیا جائے۔ صرف اور صرف منی آرڈر کے ذریعے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول ہو گی، خط کے ذریعے نقد رقم بھیجنے والے حضرات کو ممبر شپ جاری نہیں کی جائے گی۔ البتہ کراچی کے رہائشی یا دوسرے جو حضرات دستی طور پر دفتر میں آکر فیس جمع کروانا چاہیں تو وہ روزانہ شام 4 بجے سے رات 12 بجے تک رابطہ کر سکتے ہیں ممبر شپ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 20 جنوری ہے۔ 20 جنوری 2009 تک وصول ہونے والے ممبر شپ فارم پر سال کی پوری 12 کتابیں ارسال کی جائیں گی البتہ اس کے بعد موصول ہونے والے ممبر شپ فارمز پر مہینے کے اعتبار سے بتدریج ایک ایک کتاب کم ارسال کی جائے گی مثلاً اگر کسی کا فارم فروری 2009ء میں موصول ہوا تو اسے 11 کتابیں اور اگر کسی کا مارچ میں موصول ہوا تو اسے 10 کتابیں ارسال کی جائیں گی۔

نوٹ: اپنا نام، پتہ، سابقہ ممبر شپ نمبر اور سیریل نمبر (منی آرڈر اور فارم دونوں پر) اردو زبان میں نہایت خوشخط اور خوب واضح لکھیں تا کہ کتابیں بروقت اور آسانی کے ساتھ آپ تک پہنچ سکیں نیز پرانے ممبران کو خط لکھنا ضروری نہیں بلکہ منی آرڈر پر اپنا موجودہ ممبر شپ نمبر لکھ کر روانہ کردیں اور خط لکھنے والے حضرات جس نام سے منی آرڈر بھیجیں خط بھی اسی نام سے روانہ کریں۔ منی آرڈر میں اپنا فون نمبر ضرور تحریر کریں۔

نوٹ: کسی مہینے کتاب نہ پہنچنے کی صورت میں خط لکھتے وقت اس سال ملنے والی کتابوں کا تذکرہ ضرور کریں تا کہ ہمیں پریشانی نہ ہو۔

ہمارا پوسٹل ایڈریس یہ ہے:

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔ 74000

فقط
سید محمد طاہر نعیمی
شعبہ نشر و اشاعت 021-2439799

نام .... ولدیت ....

مکمل پتہ ....

....

فون نمبر .... سابقہ سیریل نمبر ....

دفتری استعمال کے لئے

تاریخ .... سیریل نمبر .... ممبر شپ نمبر ....